نمبر ۸۳ | ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۵۲ھ | یوم پنجشنبہ | مطابق ۱۱ جنوری ۱۹۳۴ء | جلد ۲۱

مدینۃ المسیح

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کی طبیعت قدرے ناساز ہے۔ احباب حضورؑ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ؛

ڈاکٹر احمد الدین صاحب پنشنر بطور آنریری مبلغ اپنے اخراجات پر اس ہفتہ یوگنڈا روانہ ہوئے۔ احباب دعا فرمائیں۔ اللہ تعالےٰ انہیں خدمتِ دین کی توفیق دے ؛

جناب شیخ عبدالرحمٰن صاحب مصری مولوی فاضل۔ بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ نے ۸ جنوری سے آخری پاروں کا درس القرآن دینا شروع کر دیا ہے ؛

احباب یہ سنکر خوش ہونگے۔ کہ معزز معاصر "الحکم" پھر جاری ہو گیا ہے اور پہلا پرچہ چھپ گیا ہے۔ احباب کو پورے تپاک کے ساتھ اس کا خیر مقدم کرنا چاہیئے مفصل اطلاع اگلے پرچہ میں شائع کی جائے گی ؛

امسال قادیان کی مختلف مساجد میں بیالیس افراد معتکف ہوئے ہیں

سید عزیز اللہ شاہ صاحب برادر جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے ہاں ۹ جنوری لڑکا پیدا ہوا۔ اللہ تعالےٰ مبارک کرے اور احباب مولود اور اسکی والدہ کی صحت کے لئے دعا فرمائیں ؛

رمضان کی برکات سے فائدہ اُٹھاؤ

از حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر تعلیم و تربیت۔ قادیان

ابتداءِ رمضان میں مَیں نے اخبار کے ذریعہ احباب کو توجہ دلائی تھی۔ کہ رمضان کے مبارک مہینہ کی برکات سے کس طرح فائدہ اٹھایا جاسکتا ہے۔ اور میں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک ارشاد کے ماتحت یہ بھی تحریک کی تھی۔ کہ احباب رمضان میں اپنی کسی کمزوری کے ترک کرنے کا عہد باندھیں۔ اور اس طرح اصلاح النفس کے لئے ایک عملی قدم اٹھا کر عند اللہ ماجور ہوں۔ الحمد للہ کہ میری اس تحریک کے نتیجہ میں بعض احباب نے اس قسم کا عہد باندھا ہے۔ اور مجھے اس سے اطلاع بھی دی ہے۔ گو یہ تعداد زیادہ نہیں ہے۔ مگر ایک نیک تحریک کا جس حد تک بھی نتیجہ نکلے غنیمت ہے۔ میں ایسے احباب کے اسماء خاص دُعا کی تحریک کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔ اور جب رمضان کے آخری دن نماز عصر کے بعد دُعا ہوگی۔ اس میں بھی انشاء اللہ حضرت کی خدمت میں دوبارہ عرض کروں گا۔ مگر میں اس اعلان کے ذریعہ دوسرے احباب سے بھی عرض کرنا چاہتا ہوں۔ کہ ابھی وقت ہے۔ وُہ بھی اس تحریک سے فائدہ اٹھائیں اور عند اللہ ماجور ہوں۔ علاوہ ازیں آج سے رمضان کا آخری عشرہ شروع ہوتا ہے۔ جو رمضان کا مبارک ترین حصہ سمجھا گیا ہے۔ احباب کو چاہیئے۔ کہ ان ایام میں خاص طور پر ذکرِ الٰہی اور نوافل اور دعاؤں پر زور دیں اور اپنی دُعاؤں میں اسلام اور سلسلہ کی ترقی کو خصوصیت سے ملحوظ رکھیں۔ اور ہر دُعا کو تحمید اور درود سے شروع کریں۔ کیونکہ دُعا کی قبولیت کا یہ ایک بہت مؤثر ذریعہ ہے۔ اللہ تعالےٰ آپ کے ساتھ ہو ؛

تبلیغی رپورٹ

مغربی افریقہ میں تبلیغ اسلام

ایک سو اکاون نومبایعین

گزشتہ رپورٹ کے بعد سے خدا کے فضل سے کام باقاعدہ ہو رہا ہے۔ اس جگہ شب و روز کا ایک ایک لمحہ خدمت دین میں صرف ہوتا ہے۔ بعض کام ایسے ہیں۔ کہ بعض اوقات سارا سارا دن ان میں صرف ہو جاتا ہے۔ مثلاً سکول ہی کا معاملہ ہے۔ علاوہ اس کے کہ گورنمنٹ کی طرف سے سکول کے منیجر پر بہت سی پابندیاں عائد ہیں۔ جن کی وجہ سے اُسے اپنے اوقات کا بڑا حصہ سکول میں صرف کرنا پڑتا ہے۔ ہمیں اور بھی کئی وجوہ سکول کے واسطے بہت سا وقت دینا پڑتا ہے۔ دینیات کی تعلیم تو روزانہ خود دینی ہوتی ہے۔ بچوں کی تربیت کا خود خیال رکھنا پڑتا ہے۔ استادوں کے کام کی نگرانی بھی کی جاتی ہے۔ پھر بیرونی سکولوں کی نگرانی کرنی پڑتی ہے۔ افریقن واعظین کو ہدایات دینا۔ اُن کے کاموں کی پڑتال کرنا۔ جماعت کی تربیت اور اس کے شیرازہ کو مضبوط رکھنے کی کوشش کرنا۔ جماعت کے باہمی معاملات کے فیصلے کرنا۔ مسائل اور دیگر اُمور کے متعلق خطوط کے جوابات دینا۔ حکومت کے افسروں کے ساتھ تعلقات قائم رکھنا۔ یہ سب کام مبلغ کے ہیں۔

محصلین اور واعظین کو ہدایات

دُنیا میں جو مالی ابتری پھیلی ہوئی ہے۔ اس کا اثر ہر ایک جگہ نہایت گہرا پڑ رہا ہے۔ اس علاقہ کے لوگ نہایت غریب ہیں۔ جیسا کہ میں بارہا ذکر کر چکا ہوں۔ اس ملک کی ۹۵ فیصدی آبادی فصل کوکو کی آمدنی پر اپنی زندگی کا انحصار رکھتی ہے۔ مگر اس دفعہ اس فصل کا بالکل ستیاناس ہو گیا۔ پھل بہت کم آیا ہے۔ اور یورپ نہایت ہی تھوڑی سی قیمت پر کوکو لے جانا چاہتا ہے۔ اس فصل کے تیار ہونے اور چُننے کا وقت اکتوبر سے فروری تک ہوتا ہے۔ میں نے محصلین کو ہوشیار کرنے کے واسطے ۲۸- ستمبر کو ان کا ایک جلسہ منعقد کیا۔ اور انہیں سمجھایا۔ کہ لوگوں کو نرمی اور حکمت کے ساتھ سمجھائیں۔ کہ اصل موقعہ خدا تعالےٰ کی رضا حاصل کرنے کا یہی ہے۔ جب وُہ خود مالی مشکلات میں ہیں۔ محصلین ہی ہمارے لوکل واعظ بھی ہیں۔ پچھلے دنوں تبلیغ میں کچھ سُستی ہو گئی تھی۔ ان کو سمجھایا۔ کہ تبلیغ احمدیت میں ہی ہماری ساری کامیابی مضمر ہے۔ اس لئے اس میں ہرگز سُستی نہ ہونے پائے۔ اور تبلیغ کے متعلق ہدایات دیں۔

اکابرین جماعت کا جلسہ

اسی غرض کے لئے اکابرین جماعت کا ایک جلسہ ۱۳- اکتوبر کو کیا گیا۔ مختلف جماعتوں کے امراء اور دیگر ذی اثر لوگوں کی ایک کمیٹی جس کو مجلس اکابرین کہا جاتا ہے۔ بنائی ہوئی ہے۔ تمام ذمہ واری کے کام اس کے مشورہ سے کئے جاتے ہیں۔ مشن ہوس کی عمارت غیر مکمل پڑی ہے چندوں کے بقایا جات بہت سے لوگوں کے ذمے ہیں۔ لہٰذا اس مجلس کا جلسہ محصلین اور واعظین کے جلسہ کے تتمہ کے طور پر ۱۳- اکتوبر کو کیا گیا۔ انہوں نے فیصلہ کیا۔ کہ ساری جماعت کا ایک جلسہ کر کے تمام امور ساری جماعت کے سامنے پیش کرنے چاہئیں۔ تاکہ سب لوگ اپنی ذمہ واری کو خوب سمجھ لیں۔ چنانچہ یہ جلسہ انہوں نے خود اپنے نام سے منعقد کرنے کا فیصلہ کیا۔ جو ۱۷- نومبر کو ہوا۔ اور اس کی رپورٹ بعد میں بھیجی جائے گی۔

اشانٹی میں جلسہ

جب سے خاکسار اس جگہ آیا ہے۔ اشانٹی نہیں جا سکا تھا۔ لہٰذا ۶- اکتوبر کو تمام اشانٹی کی جماعتوں کا ایک جلسہ ایک مقام آمانچیا پر منعقد کیا گیا۔ جہاں کثرت کے ساتھ مرد اور عورتیں جمع ہوئیں۔ اللہ تعالےٰ کے فضل سے جلسہ نہایت کامیابی کے ساتھ ختم ہوا۔ اس جلسہ میں یہ فیصلہ کیا گیا۔ کہ کوماسی میں سکول کی عمارت کے واسطے ہر ایک امیر جماعت سات پونڈ اور ہر ایک معمر بارو زگار مرد پانچ پونڈ اور ہر ایک عورت دس شلنگ چندہ ادا کرے۔ خدا کرے کہ لوگ اپنی اپنی ذمہ واری کو سمجھ کر اپنا اپنا حصہ ادا کر سکیں۔ اور اللہ تعالےٰ ان کی اس قربانی کو قبول فرما کر ہم سب کے واسطے سعادت دارین کا ذریعہ بنائے۔ آمین۔

تبلیغ عام

اس سفر کے دوران میں عاجز نے دو پبلک لیکچر بھی دیئے۔ جن میں بُت پرست امیران دیہہ اپنی حاکمانہ شان میں شامل ہوئے۔ اور خدا تعالےٰ کے فضل سے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ کے اس ادنےٰ خادم کی عزت افزائی اس طرح ہوئی۔ کہ ہر دو مقامات پر لیکچروں کے وقت ریاست کے وُہ خاص چھتر جن کو امیران دیہہ خاص درباروں کے وقت استعمال کرتے ہیں۔ عاجز کے اوپر تانے گئے۔ اور یہ سب کچھ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے طفیل ہوا۔ اللہ تعالےٰ ان ہر دو امیروں پر اپنا خاص فضل کرے۔ قبولیت اسلام کے واسطے اُن کے سینے کھول دے اور جس طرح انہوں نے اپنے خاص درباری چھتر کا سایہ کر کے میری عزت افزائی کی۔ اللہ تعالےٰ اپنی خاص رحمت کا سایہ ان پر نازل فرما کر اپنے حضور میں ان کو عزت و اکرام عطا کرے۔

فارمینا کے امیر الامراء سے ملاقات

اسی سفر میں مجھے اپنے قدیم دوست اماہین کا تباخاں سے شرف ملاقات حاصل ہوا۔ علاقہ اُوانسی کا یہ نواب اعظم نہایت مالدار چیف ہے۔ اس کے علاقہ میں کئی سونے کی کانیں ہیں۔ سو سال کے قریب اس کی عمر پہونچ گئی ہے۔ نہایت فہیم۔ مدبر اور عقلمند چیف ہے میرا سنہ ۱۹۲۲ء سے واقف ہے۔ اور یہ واقفیت گہری دوستی تک پہونچ چکی ہے۔ میری عدم موجودگی میں یعنی جن دنوں میں رخصت پر قادیان میں تھا۔ اس کی ریاست کے لوگوں نے اپنی بے وقوفی سے اس کو معزول کر کے ایک نیا چیف بنا لیا تھا۔ مگر نئے چیف نے ان کو ان کی بے وقوفی کا خوب مزا چکھایا۔ حتیٰ کہ لوگ مجبور ہو گئے۔ کہ اسی پرانے چیف کو پھر حکومت دے دیں۔ چنانچہ میں نے اپنے محب صادق کو جیسا امارت کی حالت میں چھوڑا تھا۔ ویسا ہی امارت کی حالت میں پایا مجھے بتایا گیا ہے۔ کہ جب یہ معزول ہوا۔ تو اس نے اپنی ریاست کے احمدیوں کی تحریک پر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کو دُعا کے واسطے لکھا تھا۔ اور حضور کا جواب اس کو آیا تھا۔ کہ تم بحال ہو جاؤ گے۔ سو الحمدللہ حضور کی دُعا سے وُہ بحال ہو گیا۔

یہ امیر نہایت تپاک سے ملا۔ اپنے قدیم دوستانہ تعلقات کا اعلےٰ پیمانہ پر مہمان نوازی سے ثبوت دیا۔ اور میں جو دشوار گزار رستوں کی وجہ سے کوفت کے باعث چکنا چور ہو رہا تھا۔ اس کے رسٹ ہاؤس میں آرام کر کے تازہ دم ہوا۔

سکول کی آخری جماعت کا امتحان

ہمارے سکول کی آخری جماعت کا امتحان ہو چکا ہے۔ چھ بچے امتحان میں شامل ہوئے ہیں۔ احباب کرام سے دعا کی درخواست ہے خدا تعالےٰ ان بچوں کو کامیاب کرے۔ ہمیں تعلیمیافتہ مسلمانوں کی نہایت شدید ضرورت ہے۔

درس

اس جگہ روزانہ درس قرآن و حدیث و کتب حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام دیا جاتا ہے۔ اور دینی تعلیم حاصل کرنے والے لوگوں کی ایک جماعت ہمیشہ موجود رہتی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا معجزہ ہے۔ کہ ایسے سن رسیدہ انسان جنہوں نے ساری عمر جہالت اور وحشت میں گزاری۔ پڑھنے لگ گئے ہیں۔ عورتیں بھی دینی تعلیم حاصل کر رہی ہیں۔

نومبایعین

اس عرصہ میں ۱۵۱- نفوس عاجز کے ہاتھ پر بیعت کر کے داخل سلسلہ احمدیہ ہوئے۔ احباب اُن کی استقامت تقویٰ۔ اور ہر طرح کی فلاح و بہبودی کے واسطے دعا فرمائیں۔

درخواست دُعا

میرے والد صاحب نہایت معمر ہیں۔ اور ان کی صحت نہایت کمزور ہے۔ ذیابیطس کے پُرانے مریض ہیں۔ اُن کی صحت۔ درازی عمر اور خاتمہ بالخیر کے واسطے احباب سے درخواست دُعا کرتا ہوں۔ میرے خُسر جناب شیخ فضل حق صاحب بٹالوی اور تایا حکیم جمال الدین صاحب بعض مشکلات میں ہیں۔ اُن کے واسطے بھی احباب سے خاص طور پر درخواست دعا ہے۔ پھر اپنے بچوں۔ اور اہلیہ کے واسطے اور دیگر جملہ رشتہ داروں کے واسطے۔ اور اس علاقہ کے سب احمدی بھائی بہنوں کے واسطے بھی۔ اور اپنے لئے بھی دعا کی درخواست کرتا ہوں۔

خاکسار

فضل الرحمٰن۔ حکیم۔ عفی عنہ

از مغربی افریقہ - ۲۴- نومبر ۱۹۳۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الفضل

نمبر ۸۳ | قادیان دارالامان مورخہ ۲۴ رمضان ۱۳۵۲ھ | جلد ۲۱

جلسہ سالانہ ۱۹۳۳ء پر حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی تقریر

اہم اور ضروری امور کے متعلق ارشادات

۵

تبلیغ احمدیت کیلئے کن ذرائع سے کام لینا چاہیئے۔

میں نے کہا تھا۔ کہ تبلیغ کے سامان خدا تعالیٰ نے بہم پہونچا دیئے ہیں۔ اب ان سے کام لینا ہمارا فرض ہے۔ اور نتائج پیدا ہونے کے لئے ہماری جد وجہد کی ضرورت ہے۔ اب میں یہ بتاتا ہوں کہ کیا ذرائع تبلیغ کے ہیں:۔

تبلیغ

خدا کی سُنت کے ماتحت

دو رنگ رکھتی ہے۔ ایک عام رو۔ کہ لوگوں کے دلوں میں احساس پیدا ہو۔ کہ احمدیت اچھی چیز ہے۔ اور دُوسری خاص رو۔ کہ کچھ آدمی مدنظر رکھ لئے جائیں۔ کہ وُہ احمدی ہونے چاہئیں۔ ان دونوں رَوؤں کا پیدا کرنا ضروری ہوتا ہے۔ عام اثر پیدا کرنے کے لئے

تین چیزیں

کام میں لائی جاسکتی ہیں۔ (۱) جلسے (۲) اشتہارات (۳) کتب اور اخبارات کی تقسیم۔ ان چیزوں سے عام رو پیدا کی جاسکتی ہے جلسوں سے ان پڑھ۔ اور کم تعلیم یافتہ لوگ بھی فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔ اس لئے

عام جلسے

تبلیغ کے لئے نہایت ضروری ہیں۔ کتابیں اور اخبارات تو لکھے پڑھے لوگ ہی پڑھ سکتے ہیں۔ ان پڑھ ان سے فائدہ نہیں اٹھا سکتا۔ ایسے لوگ جلسوں میں تقریریں سُنکر فائدہ حاصل کرسکتے ہیں۔ اس کے علاوہ

دُوسرا فائدہ

جلسوں کا یہ ہوتا ہے۔ کہ پڑھے لکھے لوگوں پر ماحول کا اثر ہوتا ہے۔ یوں غیر ضروری زیادہ تعلیم سے بہت لوگوں کی عقلوں پر پردہ پڑ جاتا ہے اسی لحاظ سے اَلعلم حجاب الاکبر کہا گیا ہے۔ وُہ لوگ جن کو یہ وہم ہو کہ انہیں بڑا علم حاصل ہے۔ وہ دوسروں کو اپنے علم سے فائدہ پہنچانے کی بجائے اپنی علمیت پر ہی گھمنڈ کرتے رہتے ہیں۔ لیکن اگر ایسے لوگ بھی جلسہ میں چلے جائیں۔ تو دوسروں کے اثر سے متاثر ہو کر آہستہ آہستہ اثر قبول کر لیتے ہیں۔ خواہ پہلے پہلے مسخر ہی کیوں نہ کریں:۔

تیسرا فائدہ

جلسوں کا یہ ہوتا ہے۔ کہ جماعت کو مل کر کام کرنے کی عادت۔ اور اہمیت پیدا ہوتی ہے۔ جلسہ کے لئے جلسہ گاہ تیار کرنا۔ ضروری سامان بہم پہونچانا۔ اشتہارات تقسیم کرنا وغیرہ ایسے کام ہیں۔ جو مل کر اور متحدہ طور پر کرنے پڑتے ہیں۔ اور اس طرح کام کرنے کی عادت پیدا ہوتی ہے

چوتھا فائدہ

یہ ہے۔ کہ مخالفت کے برداشت کرنے کا مادہ پیدا ہوتا ہے جب کسی جگہ جلسہ کیا جاتا ہے۔ تو لوگ کہتے ہیں۔ اچھا اب یہ اس طرح علے الاعلان تبلیغ کرنے لگے ہیں۔ اس طرح وُہ مخالفت کے لئے کھڑے ہوجاتے ہیں۔ اور احمدیوں کو ان کی مخالفت برداشت کرنی پڑتی ہے:۔

پانچواں فائدہ

یہ ہے۔ کہ بعض اوقات جلسوں میں صبر کا مظاہرہ کرنے کا بھی موقعہ مل جاتا ہے۔ لوگ گالیاں دیتے ہیں۔ پتھر مارتے ہیں۔ اور لاٹھیوں وغیرہ سے حملہ کرتے ہیں۔ جیسا کہ سیالکوٹ اور امرتسر میں ہوا۔ اس کے مقابلہ میں جب احمدی صبر سے کام لیتے اور استقلال دکھاتے ہیں۔ تو لوگوں کے قلوب اس سے متاثر ہوتے ہیں۔ اور وُہ احمدیت کی طرف مائل ہوجاتے ہیں:۔

پھر جلسوں کے علاوہ

تبلیغی اشتہارات

شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ کیونکہ سب لوگ جلسوں میں نہیں آسکتے لیکن اشتہارات۔ ان تک پہونچائے جاسکتے ہیں۔ اور وُہ انہیں گھر بیٹھے پڑھ سکتے ہیں۔ خصُوصاً پڑھے لکھے لوگوں کو اشتہارات سے زیادہ فائدہ پہونچتا ہے۔ قرآن کریم سے پتہ لگتا ہے۔ کہ

بعض طبائع

ایسی ہوتی ہیں۔ کہ فرادا فرادا غور کرنے سے فائدہ اٹھاتی ہیں ایسے لوگوں کو جب اشتہارات پہونچائے جاتے ہیں۔ اور وُہ ان پر غور کرتے ہیں۔ تو متاثر ہوجاتے ہیں۔ اور دشمن کے ان تک پہونچنے سے پہلے پہلے ان کے دل میں نیکی قائم ہوجاتی ہے۔ پھر مخالف خواہ انہیں دھوکہ دینے کے لئے کچھ کہیں۔ اس کا ان پر اثر نہیں ہوتا:۔

پھر

بیمار اور بوڑھے لوگ

جو جلسہ میں نہیں آسکتے۔ اشتہارات کے ذریعہ ان تک بھی بات پہنچ جاتی ہے۔ اور بیماروں پر حق وصداقت کا اثر بہت جلدی ہوتا ہے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ایک طبیب نے پوچھا میں کیا خدمتِ دین کروں۔ تو آپ نے فرمایا۔ آپ بیماروں کو تبلیغ کیا کریں۔ یہ بہت اچھا موقعہ ہوتا ہے۔ کیونکہ بیمار کا دل نرم ہوتا ہے:۔

پھر اشتہاروں کے ذریعہ تبلیغ بڑھتی اور پھیلتی جاتی ہے ایک دفعہ میں نے کہا تھا کہ اشتہارات اس لاپرواہی کے ساتھ تقسیم کئے گئے کہ ایک تبلیغی اشتہار میں پڑیا بندھ کر میرے پاس آئی۔ یہ بات معیوب ہے مگر بعض دفعہ اس غلطی سے بھی فائدہ ہوجاتا ہے۔ چنانچہ ایک شخص نے مجھے بتایا۔ کہ وُہ پڑیا کے کاغذ کے ذریعہ ہی احمدی ہوا۔ پڑیا کے کاغذ کو دیکھ کر اس نے پڑھنا شروع کر دیا۔ اور اس سے اثر قبول کرکے احمدیت کی طرف متوجہ ہوگیا:۔

پھر

کتب اور اخبارات

بہت مفید کام دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ تفصیلی مضامین پیش کرتے ہیں۔ اس ذریعہ سے تبلیغ کرنے کے لئے جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ ہر جگہ لائبریریاں قائم کریں۔ ان میں سلسلہ کی کتب اور اخبارات مہیا کریں۔ بعض جگہ افراد نے کتب کا ذخیرہ جمع کیا ہے۔ جیسے لاہور دہلی وغیرہ میں جماعتوں نے لائبریریاں قائم نہیں کیں۔ سوائے شاید جماعت شملہ کے جنہوں نے کسی قدر کتب جماعت کی طرف سے جمع کی ہے۔ اسی طرح بعض اور جگہ بھی ہیں۔ مگر اکثر مقامات پر نہیں:۔

پس ایسی لائبریریاں قائم کی جائیں۔ جن سے لوگوں کو پڑھنے کے لئے کتابیں دی جائیں۔ اس طرح لوگوں کو بہت فائدہ پہونچ سکتا ہے:۔

ان طریقوں میں سے

بعض میں نقائص

بھی ہیں۔ ان کو مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کبر ایک ایسی چیز ہے۔ کہ خواہ اس کا کتنا ہی سر کچلو پھر وہ سر اٹھا لیتا ہے۔ میں اپنی جماعت کو دیکھتا ہوں۔ دنیا کے مقابلہ میں نہایت کمزور ہے۔ ہر طرف سے دشمن اس پر حملے کرتے ہیں۔ اور دکھ دیتے ہیں۔ جانی اور مالی نقصان پہنچاتے ہیں مگر پھر بھی کسی نہ کسی موقعہ پر

احمدیوں میں بھی کبر

آ ہی جاتا ہے۔ میری حفاظت کے لئے جو لوگ ساتھ ہوتے ہیں۔ (اور الٰہی احکام کے مطابق بعض دفعہ ایسے سامانوں کو اختیار کرنا پڑتا ہے۔) میں نے دیکھا ہے۔ ان میں سے بعض کی چال ڈھال ایسی ہوتی ہے۔ کہ اگر کوئی ان کے سامنے آ جائے۔ تو گویا اس کا سر پھوڑ کر رکھ دیں۔ وہ اس رنگ میں چل رہے ہوتے ہیں۔ اور میں اس سوچ میں پڑا ہوتا ہوں کہ یہ بات احمدیوں میں سے کب نکلے گی؟

غرض عام جلسے جہاں تبلیغ کے لئے مفید ہوتے ہیں۔ وہاں ان کی وجہ سے کبر پیدا ہو جاتا ہے۔ اس طرح دوسروں پر

رعب ڈالنے کی کوشش

کی جاتی ہے۔ جلسہ کی وجہ سے چونکہ ارد گرد کے احمدی بھی جمع ہو جاتے ہیں۔ اور وہ اپنی کچھ طاقت سمجھنے لگتے ہیں۔ اس لئے بعض لوگ اکڑ اکڑ کر چلنے لگ جاتے ہیں لیکن ایسے افعال اللہ تعالےٰ کو پسند نہیں۔ اسی سلسلہ میں یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ میں نے احمدیوں کو اپنے ہاتھ میں

لاٹھی رکھنے کے لئے

جو کہا ہے۔ تو اس لئے نہیں کہا۔ کہ لاٹھی چلائی جائے۔ کئی لوگ مجھ سے پوچھتے ہیں۔ اگر لاٹھی چلانی نہیں۔ تو پھر رکھنے کی کیا وجہ ہے۔ میں انہیں بتانا چاہتا ہوں۔ کہ میں نے ہاتھ میں لاٹھی رکھنے کے لئے اس لئے کہا ہے۔ کہ آپ لوگوں کا صبر

حقیقی صبر

ہو۔ اگر تمہارے ہاتھ میں لاٹھی موجود ہے۔ اور کوئی شخص تم پر حملہ کرتا ہے۔ اور تم مار کھا لیتے ہو۔ مگر خود ہاتھ نہیں اٹھاتے۔ تو یہ حقیقی صبر ہے۔ لیکن اگر تم خالی ہاتھ ہو۔ اور کوئی تمہیں پیٹتا ہے۔ اور تم اس کا مقابلہ نہیں کرتے۔ تو یہ نہیں سمجھا جائے گا۔ کہ تم نے صبر سے کام لیا۔ بلکہ یہ کہا جائے گا۔ کہ تم مقابلہ کر ہی نہیں سکتے تھے۔ پس میں نے لاٹھی رکھنے کا حکم مارنے کے لئے نہیں۔ بلکہ مار کھانے کے لئے دیا ہے۔ اگر ہمارے پاس پستول ہو۔ اور دشمن ہم پر حملہ کرے۔ مگر ہم پستول نہ چلائیں۔ تو دشمن بھی محسوس کرے گا۔ اور دوسرے لوگ بھی اسے کہیں گے۔ کہ کچھ تو شرم کر۔ وہ تمہارا سر اڑا سکتا تھا۔ مگر اس نے صبر سے کام لیا۔ لیکن اگر کچھ پاس نہ ہو۔ تو نفس بھی شبہ کرے گا۔ کہ شائد بزدلی کے سبب سے میں نے مقابلہ نہیں کیا۔ اور دیکھنے والے بھی یہی کہیں گے۔ کہ بیچارے بے کس کو مارا۔ اگر یہ بھی کچھ کر سکتا تو دیکھتے کہ اس کو کس طرح پیٹتا

جاتا ہے؟

اشتہاروں کے متعلق یہ نقص پیدا ہو جاتا ہے۔ کہ بعض اوقات

سخت الفاظ

استعمال کئے جاتے ہیں۔ یہ بات مجھے بہت ہی ناپسند ہے۔ پھر اشتہار شائع کرنے کا بھی ایک مرض ہوتا ہے۔ ہر شخص سمجھتا ہے کہ میں بھی کچھ لکھوں۔ اور اپنی طرف سے شائع کردوں۔ اس قسم کے اشتہارات کا فائدہ تو کچھ نہیں ہوتا۔ لیکن اس طرح بہت سا روپیہ ضائع ہو جاتا ہے۔ چاہیئے۔ یہ کہ جو اشتہارات مرکز سے شائع کئے جائیں۔ انہیں تقسیم کیا جائے۔ اور ان کی اشاعت بڑھائی جائے۔ خود اشتہارات شائع کرنے میں بعض اوقات خود پسندی بھی آ جاتی ہے۔ کہ میرا نام بھی نکلے۔ اور یہ ایسا

سخت مرض

ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس کے متعلق ایک قصہ بیان فرمایا کرتے تھے۔ جو یہ ہے۔ کہ ایک عورت تھی۔ اس نے انگوٹھی بنوائی۔ مگر کسی عورت نے اس کی تعریف نہ کی۔ ایک دن اس نے اپنے گھر کو آگ لگا دی۔ اور جب لوگ اکھٹے ہوئے۔ تو کہنے لگی۔ صرف یہ انگوٹھی بچی ہے۔ اور کچھ نہیں بچا۔ کسی نے پوچھا۔ یہ کب بنوائی ہے کہنے لگی۔ اگر یہ کوئی پہلے پوچھ لیتا۔ تو میرا گھر ہی کیوں جلتا۔ غرض

شہرت پسندی

ایسا مرض ہے۔ کہ جس کو لگ جائے۔ اسے گھن کی طرح کھا جاتا ہے۔ اور ایسے انسان کو پتہ ہی نہیں لگتا۔ اس سے بچنے کے لئے ضروری ہے کہ مرکز سے جو اشتہارات آئیں۔ انہیں شائع کیا جائے۔ ہاں اگر کسی کے ذہن میں کوئی اچھی اور مفید بات آئے۔ تو لکھ کر مرکز میں بھیج دے۔ یہاں سے وہ شائع ہو جائے گی؟

ان امور کے علاوہ تبلیغ میں

تین باتیں

مدنظر رکھنی چاہئیں۔ اوّل یہ کہ تبلیغ ہر طبقہ کے لوگوں میں ہو۔ بہت دوست اس بارے میں سستی سے کام لے رہے ہیں۔ بڑے زمینداروں۔ وکلاء۔ اور حکام کا طبقہ اس بارے میں غافل ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ بلکہ ہر طبقہ میں تبلیغ کرنی چاہیئے۔ دوم ہر مذہب و ملت کے لوگوں کو تبلیغ کی جائے۔ ہم کہتے ہیں۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کرشن تھے۔ باوا نانک کی اصل حقیقت ظاہر کرنے والے تھے مگر ہم ہندوؤں اور سکھوں میں تبلیغ نہ کرتے۔ سال میں ایک دن تو

غیر مسلموں میں تبلیغ

کرنے کے لئے مقرر ہے۔ مگر عام تبلیغ بھی ان لوگوں میں ہونی چاہیئے سوم۔ صبر اور بردباری سے کام لینا چاہیئے

گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

کو ہر وقت مدنظر رکھنا چاہیئے۔ کہ

اللہ تعالےٰ کی برکتیں

صبر اور بردباری سے حاصل ہوتی ہیں۔ زور سے نہیں۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی مجلس میں ایک شخص بیٹھا ہوا تھا۔ ایک دوسرا شخص آیا۔ اور اس کی بدگوئی کرنے لگا۔ وہ چپ بیٹھا رہا۔ اور بدگوئی کرنیوالا بڑھتا گیا۔ آخر اس نے کہا۔ میں اب تک چپ بیٹھا ہوں۔ اور تو بڑھتا جاتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب تک تو چپ تھا۔ فرشتے تیری طرف سے جواب دے رہے تھے۔ اب کہ تو بول پڑا۔ فرشتے خاموش ہو گئے ہیں؟

پس صبر سے کام لینا چاہیئے۔ اور اس حد تک کام لینا چاہیئے۔ کہ لوگوں کی نگاہوں میں تم نئے انسان سمجھے جاؤ۔ چہارم

نیک نمونہ

تبلیغ کے لئے نہایت ضروری ہے۔ اس کے بغیر کچھ نہیں ہو سکتا۔ مجھے یاد ہے۔ اور اس سے مجھے ہمیشہ ہی لطف آیا کرتا ہے۔ میر حامد شاہ صاحب بڑے مخلص تھے۔ ان کے ایک لڑکے سے ایک آدمی مارا گیا۔ وہ لڑکا احمدی نہیں۔ اس کی نیت قتل کرنے کی نہ تھی۔ معمولی لڑائی جھگڑے میں ایسی چوٹ لگ گئی۔ کہ چوٹ کھانے والا مر گیا۔ میر صاحب ڈپٹی کمشنر کے دفتر کے سپرنٹنڈنٹ تھے۔ اس نے ان سے واقعہ پوچھا۔ انہوں نے اسے بھی کہہ دیا۔ کہ میں نے سنا ہے۔ میرے بیٹے سے قتل ہو گیا ہے۔ اور اپنے لڑکے کو بھی تاکید کی۔ کہ جو

سچ سچ بات

ہے۔ وہ کہدینا۔ اور گھر کے بعض لوگ جنہوں نے انہیں اس امر میں دخل نہ دینے کا مشورہ دیا۔ ان سے سخت ناراض ہوئے۔ اور کہا۔ کہ اگر صداقت کو چھوڑا گیا۔ تو میں یہ گھر چھوڑ دوں گا۔ آخر مقدمہ چلا جس مجسٹریٹ کے پاس وہ مقدمہ گیا۔ وہ خود کھلاڑی تھا۔ اور چونکہ میر صاحب کا یہ لڑکا کرکٹ کا اچھا کھلاڑی تھا۔ وہ اس کا ذاتی واقف تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے دل میں اس کی ہمدردی پیدا کر دی۔ اور بعض قانونی نقصوں کی بنا پر اس نے اس بچہ کو بالکل بری کر دیا۔ اس طرح میر صاحب نے اپنی صداقت کا نمونہ بھی پیش کر دیا۔ اور ان کے بچہ کو بھی اللہ تعالےٰ نے محفوظ رکھا۔ غرض یہ ایک نمونہ ہے۔ کہ قتل جیسے سنگین مقدمہ میں صداقت کو ہاتھ سے نہ دیا گیا۔ احمدیوں کو ہر موقعہ پر ایسا ہی نمونہ دکھانا چاہیئے یہاں بعض اوقات جھگڑے ہو جاتے ہیں۔ میں نوجوانوں سے کہتا ہوں۔ کہ انہیں کسی سے جھگڑا نہیں کرنا چاہیئے۔ لیکن اگر جھگڑا ہو جائے۔ تو پھر جو سچ سچ بات ہو۔ اس کا سامنے آ کر اعتراف کرنا چاہیئے؟

تحدیث نعمت کے طور پر ایک تازہ واقعہ بیان کرتا ہوں۔ ابھی تھوڑا ہی عرصہ ہوا ہے

چودہری ظفر اللہ خانصاحب

کے ایک عزیز کے متعلق قتل کا کیس چلا تھا۔ ولایت سے چودہری صاحب نے مجھے خط لکھا۔ مجھے اطلاع پہنچی ہے۔ کہ میرے بھائی پر قتل کا مقدمہ بن گیا ہے۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ یہ ہمارے لئے آزمائش کا وقت ہے۔ میں اپنے

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

جلسہ سالانہ کا بخیر و خوبی اختتام اور بعض انتظامی امور کے متعلق ہدایات

سنہ ۱۹۳۴ء کے لئے جماعت احمدیہ کا پروگرام

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۵ جنوری سنہ ۱۹۳۴ء

سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

اللہ تعالےٰ کے فضل اور کرم سے

سنہ ۱۹۳۳ء کا جلسہ سالانہ

باوجود اس کے کہ رمضان کی وجہ سے بہت سی مشکلات تھیں۔ خیر و خوبی سے ختم ہوا۔ شاید یہ

رمضان کی برکات

تھیں۔ کہ اس دفعہ عام طور پر جو لوگ قادیان آئے۔ وہ بہت سا نیک اثر کارکنوں کے متعلق لے کر گئے۔ شکایتیں تو ہوتی ہیں۔ اور شاید انسانی تدبیر ان کو دور نہیں کر سکتی۔ کیونکہ بڑے مجموں میں بعض کمزور بھی ہوتے ہیں۔ بعض کو ایسا کام سپرد کر دیا جاتا ہے۔ جس کے وہ اہل نہیں ہوتے۔ پھر غلط فہمیاں بھی ہو جاتی ہیں۔ نیک نیتی کے باوجود بعض اوقات حقیقت حال کو انسان سمجھ نہیں سکتا۔ پس یہ ایسی چیزیں ہیں۔ جن کا علاج انسانی طاقت سے باہر ہے۔ لیکن جس حد تک انسانی کوشش کا تعلق ہے۔ باوجود رمضان المبارک کی وجہ سے بعض مشکلات کے جن کی وجہ سے

کام تین چار گنا زیادہ

ہو گیا تھا۔ پھر بھی آنے والوں پر عام طور پر نیک ہی اثر تھا۔ یہاں بھی دوران ملاقات میں جن لوگوں سے ذکر آیا۔ وہ متاثر معلوم ہوتے تھے۔ اور باہر سے بھی ایسے ہی خطوط آئے ہیں۔ جہاں یہ امر ہمارے لئے اس وجہ سے خوشی کا موجب ہے۔ کہ افراد جماعت کو خدمت دین کا موقعہ ملا۔ وہاں ہمیں اس طرف بھی متوجہ کرتا ہے۔ کہ ہمیں چاہیئے۔ جو غلطیاں رہ گئی ہیں۔ ان کی اصلاح کریں۔

حقیقی تعریف

ہمیشہ دو فائدے رکھتی ہے۔ ایک تو اس سے

شکر کا مادہ

پیدا ہوتا ہے۔ دوسرے یہ خیال پیدا ہوتا ہے۔ کہ اگر میری اتنی سی کوشش نے ایسے نیک نتائج پیدا کئے ہیں۔ تو یقیناً زیادہ کوشش

بہت زیادہ شاندار نتائج

کا موجب ہوگی۔ حقیقی مدح کے یہی فوائد ہیں۔ ورنہ

غیر حقیقی مدح

سوائے اس کے کہ دماغ خراب کر دے۔ نیکی سے محروم کر دے۔ اور تکبر پیدا کرنے کا موجب ہو۔ کچھ فائدہ نہیں دے سکتی۔ پس جہاں میں ان تمام کارکنوں کا خواہ وہ بوڑھے ہوں یا بچے مرد ہوں یا عورتیں

اپنی طرف سے اور مہمانوں کی طرف سے شکریہ

ادا کرتا ہوں۔ وہاں اللہ تعالےٰ کا بھی شکر ادا کرتا ہوں۔ کہ اس نے جماعت کے لوگوں میں اخلاص پیدا کیا۔ اخلاص

اللہ تعالےٰ کے فضل

کے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ بو علی سینا ایک دفعہ فلسفہ پر کوئی لیکچر دے رہے تھے۔ ایک شاگرد اس سے یہاں تک متاثر ہوا۔ کہ اس نے کہا خدا کی قسم آپ تو محمد رسول اللہ سے بھی بڑھ کر ہیں۔ بو علی سینا اس وقت خاموش رہے۔ سردیوں کا موسم آیا۔ تو ایک تالاب جس کا پانی منجمد ہو رہا تھا۔ اور برف کی پپڑیاں جم رہی تھیں۔ اور اس میں کودنا یقینی ہلاکت تھی۔ وہ سادگی سے شاگرد سے کہنے لگے۔ کہ اس میں کود پڑو۔ اس نے جواب دیا۔ آپ کا دماغ تو خراب نہیں ہو گیا۔ اتنے بڑے طبیب ہو کر مجھے کہتے ہو۔ کہ اس تالاب میں کود پڑوں۔ جہاں کودنا یقیناً ہلاکت ہے۔ اس پر

بو علی سینا

نے کہا۔ کہ نامعقول میں نے یہ حکم تمہیں یہ بتانے کے لئے دیا تھا۔ کہ دیکھو ایک تم جو مجھ سے اس قدر عقیدت رکھنے کے مدعی ہو۔ میرے کہنے سے اس تالاب میں کودنے کے لئے تیار نہیں ہو لیکن

محمد رسول اللہ کے ایک اشارہ پر

تو ہزاروں لوگوں نے جانیں قربان کر دیں۔ پھر تم مجھے اس دن آپ سے افضل بتا رہے تھے۔ تو بڑائی باتوں میں نہیں۔ بلکہ تاثیر سے ہوتی ہے جو خدا کی طرف سے عطا کی جاتی ہے۔ قلوب انسان کے اختیار میں نہیں ہوتے۔ داد اور زبانی واہ واہ تو ہو سکتی ہے۔ مگر انسانی کوشش

قلوب کو قابو میں

نہیں کر سکتی۔ کسی بڑے لیکچرار کے لیکچر یا شاعر کے شعر پر لوگ وجد میں آجاتے ہیں۔ بعض سر دھننے اور ناچنے بھی لگ جاتے ہیں۔ لیکن اگر ذوق اور غالب اگر کسی کو کہیں۔ کہ اس شعر کے لئے مجھے سو روپیہ دو تو کوئی نہیں دیگا۔ ان کے اشعار پر خلوت و جلوت میں سر دھنیں گے وجد میں آکر بعض بے ہوش بھی ہو جائیں گے۔ مگر

سو روپیہ کی قربانی پر

کوئی آمادہ نہ ہوگا۔ لیکن جن کو اللہ تعالےٰ کی طرف سے برکات ملتی ہیں ان کی باتیں سیدھی سادھی ہوتی ہیں بعض اوقات

بالکل بچوں کی سی باتیں

ان کی ہوتی ہیں۔ مگر ان کے پیچھے ایک ایسی زبردست طاقت ہوتی ہے۔ کہ ایک ایک لفظ پر ہزاروں جانیں قربان کر دیتے ہیں۔ اور یہی چیز بتاتی ہے۔ کہ کس کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی نصرت ہے۔ پس یہ

اخلاص موہبت ہے

ورنہ قرآن کریم۔ انبیاء۔ احادیث۔ بلکہ خدا تعالےٰ پہلے بھی موجود تھا مگر خدا سے ملنے کا ذریعہ معدوم تھا۔ اس لئے نہ قرآن کا لوگوں پر کوئی اثر ہوتا تھا۔ نہ محمد صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتوں کا اور نہ خدا تعالےٰ کے کلام کا۔ کیونکہ خدا ان سے علیحدہ تھا۔ آگ ہمیشہ اسی چیز کو گرم کر سکتی ہے۔ جس کا اس کے ساتھ تعلق ہو۔ نعمریہ میں بیٹھے ہوئے انسان کو ساری دنیا کے تنور ملکر بھی گرم نہیں کر سکتے۔ لیکن اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ایسا ذریعہ پیدا کیا۔ جس نے اس کے ساتھ ہمارا تعلق قائم کر دیا۔ اور ہمارے اندر ایسا اخلاص پیدا ہو گیا۔ کہ جہاں ہم میں بیسیوں کمزور ہیں۔ وہاں

سینکڑوں مخلص

بھی ہیں۔ اور جس چیز نے ان کے اندر اخلاص ودیعت کیا ہے۔ کوئی وجہ نہیں۔ کہ وہ دوسروں کی اصلاح نہ کر سکے۔ اور جو لوگ جماعت میں

کسی قسم کی ترقی کے بجائے اس کے لئے روک ثابت ہو رہے ہیں۔ ان کے اندر تبدیلی پیدا کر سکے۔ پس جہاں میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں۔ وہاں یہ بھی دعا کرتا ہوں۔ کہ اللہ تعالیٰ ان کی بھی اصلاح کر دے۔ کیونکہ چند ایک کی کوتاہی بھی

بدنامی کا موجب

ہو سکتی ہے۔

میں نے پہلے بھی کئی بار کہا ہے۔ اور اب پھر کہتا ہوں۔ کہ کام کے متعلق اگر کسی کو شکایت ہو۔ اور اس کے ازالہ کی کوئی تجویز کسی کے ذہن میں آئے۔ تو وہ ابھی سے بتا دیں۔ آج اگر کوئی نقص نظر آتا ہے۔ تو سال کے بعد وہ بھول جائے گا۔ لیکن اگر ابھی نوٹ کرا دیا جائے۔ تو کارکن انتظامات کرتے وقت اسے مدنظر رکھ سکیں گے۔ اور یاد کرانے پر انہیں بھی یاد آ جائے گا

ایک نقص میرے نوٹس میں

آیا ہے۔ ان مہمانوں کے متعلق جو ہمارے گھر میں ٹھہرتے ہیں مجھے شکایت پہنچی ہے۔ اور دو تین بار متواتر۔ کہ جب بھی کوئی لڑکا منتظمین کے پاس کوئی پیغام وغیرہ دے کر گیا۔ تو وہ یہی جواب دیتے تھے۔ کہ اپنا کوئی آدمی بھیجو۔ جو آ کر یہ کام کرے۔ مجھے تو ان دنوں اس قدر مصروفیت ہوتی ہے کہ انسان کی شکل تک پہچاننی مشکل ہوتی ہے۔ عورتیں بوجہ پردہ کے کام کے لئے باہر جا نہیں سکتیں۔ اور کوئی ایسا مرد ہمارے ہاں ہے نہیں۔ جو جا کر کام کر سکے۔ ہمارے گھر میں

قریباً پچاس مہمان

ایسے ٹھہرے ہوئے تھے۔ جن کے کھانے اور ناشتے کا انتظام ہم گھر میں ہی کرتے تھے۔ اور چونکہ یہ معیوب بات ہے۔ کہ کچھ مہمان ناشتہ کریں۔ اور باقی دیکھتے رہیں۔ اس لئے باقیوں کے متعلق بھی جو

دو سو کے قریب

تھے۔ میں نے یہی کہہ رکھا تھا۔ کہ ان کو بھی ناشتہ کرایا جائے۔ پس پچاس کے قریب مہمانوں کو کھانا کھلانے اور اڑھائی سو کو ناشتہ کرانے اور بعض عورتوں کے بچوں کے لئے چاول وغیرہ تیار کرنے ہوتے تھے۔ اور بھی اسی طرح کے کئی کام ہوتے ہیں۔

ذاتی مہمانوں کی خاطر تواضع

ان سے علیحدہ ہوتی ہے۔ ان کاموں کے ہوتے ہوئے کسی ایسے آدمی کو تلاش کرنا جو آ کر کام کر دے۔ ناممکن ہوتا ہے۔ جس گھر کے مرد دوسرے کاموں میں مصروف ہوں۔ اور عورتیں مہمان نوازی کر رہی ہوں۔ ان سے یہ امید رکھنا۔ کہ وہ خود ہی کسی آدمی کا انتظام کر کے کام کرا لیں۔ ناممکن ہے۔ دوسرا نقص جو میرے نوٹس میں آیا ہے۔ کہ اختتام جلسہ پر کارکن خود ہی کام چھوڑ دیتے ہیں۔ جو بھی لڑکا یا کوئی اور یہ اطلاع دینے کے لئے گیا کہ اتنے مہمان ہیں۔ ان کا کھانا چاہیئے۔ اس کو یہی جواب دیا گیا۔ کہ جا کر مرزا مہتاب بیگ کو تلاش کرو۔ وہ آ کر دے جائیں گے۔ ان کو معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ مرزا مہتاب بیگ کو منتظم ہماری عورتوں نے مقرر نہیں کیا تھا وہ افسروں کی طرف سے مقرر تھے۔ اور افسروں کا ہی کام تھا۔ کہ انہیں تلاش کرتے۔ میں نے بتایا ہے۔ کہ ہمارے ہاں پچاس کے قریب مہمان ایسے تھے۔ جن کا کھانا اور ناشتہ دونوں تیار ہوتا تھا۔ پھر دو سو کے قریب ایسے تھے۔ جن کا ناشتہ وہاں تیار ہوتا تھا۔ اور کھانا لنگر سے آتا تھا۔ ایسا ہی

بعض اور گھر

ہیں۔ جن میں سو سوا سو کے قریب مہمان ٹھہرتے ہیں۔ جیسے حضرت خلیفہ اول کا گھر مرزا گل محمد صاحب کا گھر۔ یا اور بعض گھر جو وسیع ہیں۔ اور جہاں مہمانوں کے لئے زیادہ گنجائش ہوتی ہے۔ ایسے گھروں میں منتظم اگر خود ہی کام چھوڑ دیں۔ تو گھر والوں کا یہ فرض نہیں۔ کہ وہ ان کو تلاش کرتے پھریں۔ افسر ہی انہیں مقرر کرتے ہیں۔ اور انہی کا فرض ہے۔ کہ دیکھیں وہ آخر تک کام کرتے ہیں۔ یا نہیں۔ اگر وہ غیر حاضر ہوں۔ تو ان سے جواب طلب کریں۔ اور تلاش کر کے کام پر لگائیں۔ یہ نقص ہے۔ جو اس دفعہ میرے نوٹس میں آیا ہے۔ پہلے بھی یہ ہوتا تھا۔ اور میں افسروں کو متوجہ بھی کرتا رہا ہوں۔ لیکن اب کے یہ اس قدر نمایاں طور پر ظاہر ہوا ہے کہ میں نے پرائیویٹ طور پر توجہ دلانا بالکل ناکافی سمجھا۔ جو لوگ کام کرنے کے لئے اپنے نام پیش کرتے ہیں۔ وہ گویا

ایک قسم کا معاہدہ

کرتے ہیں۔ اور اقرار کرتے ہیں۔ کہ خود ہی کام نہیں چھوڑ دیں گے۔ اگر وہ ایسا کریں۔ تو ان کی مثال اس نوکر کی سی ہوگی۔ جس کے آقا نے کہا تھا۔ کہ باہر جا کر دیکھو۔ بارش ہو رہی ہے۔ یا نہیں تو اس نے جواب دیا کہ ہو رہی ہے۔ ابھی بلی آئی تھی۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ وہ بھیگی ہوئی تھی۔ حالانکہ ممکن ہے۔ بلی نالی میں سے گذر کر آئی ہو۔ تو آپ ہی قیاس کر لینا۔ کہ مہمان چلے گئے ہونگے۔

خلاف اصول بات

ہے۔ افسروں کو چاہیئے۔ کہ پہلے ہر گھر سے دریافت کر لیں۔ کہ مہمان ہیں یا چلے گئے۔ اور اگر چلے گئے ہوں۔ تب کارکنوں کو چھٹی دیں۔ اسی طرح اور بھی نقائص ہوں گے۔ وہ بھی دریافت کر کے۔ ان کی اصلاح کی جائے۔

اس کے بعد میں اس امر کی طرف احباب کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے

ہماری دنیا کے لئے ایک اور سال

چڑھا ہے۔ یوں تو ساری دنیا کے لئے ہی چڑھا ہے۔ مگر ہمارے لئے ہر ایک سال زیادہ اہمیت رکھتا ہے۔ کیونکہ ہر سال ہمیں زمانہ نبوت سے جو برکات کا زمانہ ہوتا ہے۔ دور لے جا رہا ہے۔ اور اس سے ہم جتنا جتنا دور ہوں۔ اسی قدر

گھبراہٹ اور فکر

ہم میں زیادہ ہونا چاہیئے۔ پس یہ جو سال چڑھا ہے۔ ہمیں چاہیئے۔ کہ ابھی سے اس کے لئے تیاری شروع کر دیں۔ اور اسے

پہلے سالوں سے بھی زیادہ مبارک

بنانے کی کوشش کریں۔ اگر ہم ہر سال اپنی تنظیم میں ایک اصلاح کر لیں تو یقیناً بہت بڑے فوائد حاصل کر سکتے ہیں۔ پچھلے سالوں میں کئی نہ کوئی بات میں بتاتا رہا ہوں۔ کہ اختیار کی جائے۔ اور ان میں سے ایک تو ایسی ہے۔ جو ہر سال کے لئے ہے یعنی

تبلیغ

بیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سال جلسہ پر پہلے سے زیادہ ہوئی ہے۔ ۲۵۰ کے قریب عورتوں نے بیعت کی ہے۔ اور مردوں کی تعداد جس روز مجھے بتائی گئی۔ پونے چار سو تھی۔ اس کے بعد بھی ۵۰-۶۰ نے بیعت کی ہے۔ اور اس طرح سوا چار سو کے قریب ہو گئی۔ یہ سارا ملکر قریباً آٹھ سو ہوتی ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ کہ ہر سال بیعت پہلے سے زیادہ ہوتی ہے۔ مگر دوران سال میں بیعت کا جو سلسلہ ہے اسے بھی بڑھانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ اگر بیعت کرنے والوں کی تعداد کو پوری طرح محفوظ کر لیا جائے۔ مثلاً جو لوگ مسجد میں بیعت کر جاتے ہیں ان کے نام محفوظ نہیں رکھے جاتے۔ یا جو عورتیں گھر میں بیعت کر جاتی ہیں ان سب کو اگر شامل کر لیا جائے۔ تو ۳-۴ ہزار کے قریب بیعت ہر سال ہوتی ہے۔ اور بچوں وغیرہ کو اگر ملا لیا جائے تو پانچ چھ ہزار تک یہ تعداد پہنچ جاتی ہے۔ یہی ہماری

بیعت کی اوسط

ہے۔ لیکن یہ کوئی بڑی اوسط نہیں۔ جو کام ہمارے ذمہ ہے۔ اس کے لحاظ سے یہ بالکل قلیل ہے۔ اپنی ترقی کے لئے ہمیں جو بات مدنظر رکھنی چاہیئے۔ وہ یہ ہے۔ کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ

تین سو سال میں

سب لوگ احمدی ہو جائیں گے۔ اور نہ ہونے والے اتنے تھوڑے ہوں گے اس تین سو سال میں سے ۴۵ سال گذر چکے ہیں۔ ۱۸۸۸ء یا ۱۸۸۹ء کے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیعت لی ہے۔ اور ۲ + ۴۳ = ۴۵ سال ہوتے ہیں۔ اور اگر دعوے کو لیا جائے۔ تو ۵۴ سال ختم ہو گئے۔ اگر بیعت کو لیا جائے۔ تو ۴۵ سال گویا ہمارے لئے کام کرنے کے اب

صرف ۲۵۵ سال باقی

رہ گئے۔ مگر ہماری ترقی کے لئے یہ نسبت بہت ہی کم ہے۔ گورنمنٹ کی مردم شماری کے رو سے پنجاب میں احمدیوں کی تعداد ۵۶ ہزار ہے۔ جو بالکل غلط ہے۔ بعض جگہ دو دو تین تین سو کی جماعتیں ہیں۔ مگر وہاں صرف دس پندرہ احمدی دکھائے گئے ہیں۔ ایک جگہ عورتوں کی تعداد سے بچوں کی تعداد کا ۱۵ واں حصہ ہے۔ ایک جگہ مرد کوئی نہیں یا صرف عورتیں ہی احمدی ہیں۔ ایک جگہ مرد ہی مرد ہیں۔ اور عورتیں بہت کم ہیں۔ یہ سب اس

رپورٹ کے غلط ہونے کا ثبوت

ہیں۔ ضلع گورداسپور میں جماعت ۱۵ ہزار دکھائی گئی ہے۔ حالانکہ اتنے احمدی صرف بٹالہ کی تحصیل میں ہی ہوں گے۔ کل ضلع میں جماعت

تیس ہزار کے قریب

ہوگی۔ لیکن سرکاری رپورٹ کو اگر ڈبل بھی کر لیا جائے۔ تو بھی سارے ملک میں احمدیوں کی تعداد سوا دو لاکھ ہوگی۔ اس میں شک نہیں۔ کہ بعض جماعتیں ایسے مقامات پر ہیں۔ جن کا ہمیں علم نہیں۔ پھر بہت سے کمزور احمدی ہیں۔ جو اظہار نہیں کرتے۔ کئی جماعتیں ہماری نگرانی میں نہیں۔ اور ان سب کو ملا کر

جماعت کا اندازہ۔ دس بارہ لاکھ

کیا جاتا ہے۔ ممکن ہے کم ہو یا زیادہ۔ لیکن اگر دس ہزار بھی سال میں احمدی ہونے والے سمجھ لئے جائیں۔ تو دس سال میں ایک لاکھ ہونگے۔ اور اڑھائی سو سال میں افزائش نسل کے ذریعہ اضافہ کو مدنظر رکھ کر بھی ۵۰ - ۶۰ لاکھ ہونگے۔ اور ظاہر ہے کہ یہ کوئی ترقی نہیں۔ ہم نے

تین سو سال میں ساری دنیا کو احمدی بنانا ہے

بادشاہ رعایا۔ پارلیمنٹیں اور ان کے ممبر۔ کالے گورے سب ہمارے قبضہ میں آنے والے ہیں۔ اور باقی رہنے والے صرف خانہ بدوش لوگوں کی حیثیت میں ہونگے۔ ظاہر ہے کہ اس منزل کو مدنظر رکھتے ہوئے ہمیں کس قدر محنت کی ضرورت ہے۔ اور ہم نے اس حد تک کوشش نہیں کی۔ جس حد تک کی جانی ضروری ہے اس میں کچھ شک نہیں۔ کہ یہ

اللہ تعالیٰ کا قول

ہے جسے وہ ضرور پورا کرے گا۔ لیکن جس کام کو فرشتے ہی کریں ہمارے لئے اس میں کیا خوشی ہو سکتی ہے۔

انبیاء کی پیشگوئیاں

ہوتی ہی اس لئے ہیں۔ کہ ان کے پورا کرنے میں مومنوں کا بھی حصہ ہو جائے۔ ورنہ خدا تعالیٰ نے جو بتایا وہ تو ایسی قضاء ہے جو ہو کر رہے گی۔ مگر اس کا منشاء یہ ہے کہ میں نے یہ دریا بہایا ہے۔ تم بھی اس سے جس قدر فائدہ اٹھانا چاہتے ہو اٹھا لو۔ پیشگوئیوں کی یہی غرض ہوتی ہے۔ پس

تبلیغ کا کام نہایت اہم

ہے۔ خصوصاً قادیان کی جماعت کو اس طرف خاص توجہ دینی چاہئیے۔ کیا یہ عجیب بات نہیں۔ کہ ابھی تک قادیان میں ہزار کے قریب غیر احمدی موجود ہیں۔ حالانکہ اگر ایک بھی ہو۔ تو ہمیں ممنون ہونا چاہئیے۔ ان کے علاوہ چھ سو کے قریب ہندو اور سکھ ہیں۔

قلوب کی فتح

استقلال سے ہوا کرتی ہے۔ یہاں کی جماعت میں میں نے یہ نقص دیکھا ہے۔ کہ جب کوئی نیا آدمی یہاں آئے۔ تو لوگ گھبرا جاتے ہیں حالانکہ یہ

کمزوری اور بزدلی

ہے۔ میں نے ایک پچھلے خطبہ میں بھی کہا تھا۔ کہ شیر کے گھر میں اگر شکار آئے۔ تو وہ خوش ہوتا ہے۔ پس بجائے اس کے کہ ہم باہر جا جا کر مولویوں کو تلاش کرتے پھریں۔ ہمیں چاہئیے کہ ان کے یہاں آنے کے لئے دعائیں کریں۔ آخر یہی قادیان ہے۔ جہاں ہمارے اتنے دشمن تھے۔ کہ

گلیوں میں چلنا پھرنا

بند تھا۔ اور یہیں لیکھرام آ کر رہا۔ مگر اب تو شاید اس کا کوئی چیلہ بھی آ جائے۔ تو بعض لوگ گھبرا جائیں۔ جنہوں نے

دنیا کو فتح کرنا

ہو وہ کبھی اس طرح گھبرایا نہیں کرتے۔ اگر اس میں فکر کی کوئی بات ہو۔ تو سب سے زیادہ فکر مجھے ہونا چاہئیے۔ اور اگر تمہاری ایک وقت کی نیند حرام ہوتی ہے۔ تو میری مہینوں کی ہونی چاہئیے مگر مجھے تو کبھی فکر نہیں ہوا کہ کیا ہوگا۔ اور ہونا کیا ہے بس یہی کہ

اٹھو اور فتح کر لو

مثلاً آج کل احراری یہاں آئے ہوئے ہیں۔ وہ بھی تو آخر انسان کی نسل سے ہی ہیں۔ دماغ۔ کان۔ آنکھیں۔ قلب و جگر عام انسانوں کی طرح رکھتے ہیں۔ اور کیا اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے۔ کہ کوئی احراری احمدی نہیں ہوگا۔ سینکڑوں خلافتی بلکہ ان کے کئی پر جوش ڈکٹیٹر احمدی ہو چکے ہیں۔ حالانکہ

تحریک خلافت

کے ایام میں احمدیت کے خلاف بھی بہت سخت جوش تھا۔ لیکن بعض ہجرت کرنے والوں میں سے بھی احمدی ہوئے ہیں۔

صوفی عبدالغفور صاحب بی۔ اے

ہجرت کر کے افغانستان گئے۔ اور وہاں سے خراب و خستہ ہو کر واپس آئے۔ پھر وہ جماعت احمدیہ میں داخل ہو گئے۔ اسی طرح

پچھ کے لیڈر محمد غوث صاحب

بڑے پُرجوش خلافتی اور اپنے علاقہ کے لیڈر تھے۔ سینکڑوں لوگوں کو انہوں نے قید کرا دیا۔ مگر اب وہ مخلص احمدی ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے

ان لوگوں کی سچی قربانی

کو قبول کیا۔ اور ہدایت قبول کرنے کی توفیق دی۔ اسی طرح احراری بھی سارے کے سارے برے نہیں۔ ان میں ہزاروں ہیں۔ جن کے نزدیک اسلام کی خدمت کا صحیح رستہ وہی ہے۔ جو انہوں نے اختیار کر رکھا ہے۔ وہ اخلاص سے کام کر رہے ہیں۔ اور اس کے نتیجہ میں ہدایت پا سکتے ہیں۔ پس ان سے ملو۔ ان کے پاس جاؤ۔ بیٹھو۔ انہیں اپنے ہاں بلاؤ سمجھاؤ۔ یہاں آریوں کے جلسہ کے موقعہ پر ایک دفعہ جگہ کا سوال پیدا ہوا۔ تو میں نے کہا کہ ہماری اور جگہ تو کیا تم

ہماری مسجد میں جلسہ

کر سکتے ہو اور سب احمدی سنینگے۔ اسی طرح ایک بار گاندھی جی نے کسی سے ذکر کیا۔ کہ یہ

منظم اور کارکن جماعت

ہے۔ مگر افسوس کہ کانگرسی تحریک میں کوئی حصہ نہیں لیتی۔ میں انہیں سمجھاؤنگا میں نے انہیں کہلا بھیجا۔ کہ آپ یہاں آئیں۔ اور جتنا عرصہ چاہیں تقریریں کریں۔ ہم سب آپ کے خیالات سنینگے۔ اور اپنے سنائینگے۔ اگر آپ کے خیالات میں معقولیت زیادہ ہوئی۔ تو ہم آپ کے ساتھ ہو جائینگے۔ اور اگر ہمارے خیالات زیادہ معقول ہوئے۔ تو آپ ہمارے ساتھ مل جائیں۔ آریوں کو میرے مسجد میں جلسہ کرنیکی اجازت دینے کے بعد ان کا کوئی کامیاب جلسہ نہیں ہوا۔ شاید میرے اس کہنے کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انہیں ناکام کر دیا۔ اسی طرح

احراری ہماری مسجدوں میں

آئیں۔ تقریریں کریں۔ اور درست ٹھنڈے دل سے سنیں۔ باہر کے احمدیوں کو تو گالیاں سننے کی عادت ہوتی ہے۔ مگر یہاں تو خدا تعالیٰ کسی کو بھیجدیتا ہے۔ لوکل کمیٹی کو چاہئیے کہ ہر محلہ سے ایسے لوگ مقرر کرے۔ جو ان سے ملیں ان کی دعوتیں کریں۔ قلوب کو انہیں ذرائع سے فتح کرو۔ جو خدا نے بتائے ہیں۔ اور اس تلوار سے دشمن کو فتح کرو۔ جو براہین دلیل۔ نیکی صداقت اور راستبازی و خوش اخلاقی کی تلوار ہے۔ اب

لوہے کی تلوار

مفید نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ اگر ہم نے اس سے کام لینا ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ ہمیں وہ عطا بھی کرتا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہی لکھا ہے کہ اگر تلوار سے جہاد اس زمانہ کے لئے ضروری ہوتا۔ تو اللہ تعالیٰ

مسلمانوں سے تلوار نہ چھینتا

میں نے بے شک لاٹھی رکھنے کی تلقین کی ہے۔ مگر وہ اس لئے کہ اس سے طاقت پیدا ہوتی ہے۔ وہ مارنے کے لئے نہیں بلکہ مار کھانے کے لئے ہے۔ اگر انسان کے ہاتھ میں سونٹا نہ ہو۔ تو مار کھانے پر وہ سمجھ سکتا ہے میں بزدل ہوں۔ اگر سونٹا ہوتا تو میں بھی اسے ضرور پیٹتا۔ لیکن سونٹا ہوتے ہوئے مار کھانا یقیناً بہادری ہے۔ اور جیسا کہ میں نے جلسہ سالانہ کے موقعہ پر بتایا تھا۔ سونٹا ہاتھ میں رکھوانے سے میری غرض یہی ہے۔ ورنہ

ہماری تلواریں

دعائیں ہیں۔ نیک نمونہ ہے جسے اگر اختیار کیا جائے۔ تو کیا تعجب ہے کہ اگلے جمعہ میں بجائے اس کے کہ میں کہوں دوست گھبرائیں نہیں۔ کوئی الحمدللہ کہ کر یہ کہے کہ یہ احراری بیعت کرنا چاہتے ہیں۔ ان کا احمدی ہونا ناممکن نہیں۔ ایسے ایسے مخالفوں نے بیعتیں کی ہیں۔ کہ ہاتھ میں ہاتھ ہوتے ہوئے ان کی چیخیں نکل گئیں۔ اور انہوں نے کہا کہ دعا کریں۔ ہم نے احمدیوں پر بہت ظلم کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ معاف کر دے۔ اس جلسہ پر ایک صاحب آئے ہوئے تھے۔ جو بہت مخلص احمدی ہیں مگر پہلے خطرناک ڈاکو تھے۔ پس تم یہ کیوں سمجھتے ہو۔ کہ احراری بیعت نہیں کر سکتے۔ کیا وہ خدا کے بندے نہیں ہیں۔ دراصل لوگ اتنے گندے نہیں ہیں۔ جتنے تم سمجھتے ہو۔ اگر ان لوگوں کو صیقل کیا جائے۔ تو وہ روشن ستارے بن سکتے ہیں۔

پس

اس سال کا پروگرام

میں یہی تجویز کرتا ہوں۔ کہ تبلیغ کے علاوہ

قربانی کا اعلےٰ نمونہ

دکھاؤ۔ دوست ماریں کھائیں۔ گالیاں کھائیں۔ مگر صبر کریں۔ کوئی مسیحیت ایسی نہیں۔ جو اس کے بغیر پھیلی ہو۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کہ وہ بھی مسیح تھے۔ حضرت مسیح ناصری۔ اور مسیح محمدی۔ اور بھی خدا جانے کتنے مسیح گزرے ہیں۔ مگر

سب جمالی رنگ میں

تھے۔ دعاؤں کے ساتھ مخالفوں کا مقابلہ کرتے تھے۔ تلوار سے نہیں ماریں کھا کر جیتے۔ اور یہی ہمارے متعلق ہوگا۔ جو اس کے لئے تیار ہے۔ وہی

اسلام کی فتح کے لئے کوشش

کرتا ہے۔ اتنی ماریں کھاؤ۔ اور اتنی گالیاں سنو۔ کہ دنیا مان جائے کہ روئے زمین پر اتنی ماریں اور گالیاں کھانے والی کوئی دوسری قوم نہیں۔ پھر خود بخود لوگ ہدایت کی طرف آ جائیں گے۔ اور ان کے قلوب فتح ہو جائیں گے ؛

یوم التبلیغ کے موقعہ پر

غالباً جماعت لاہور کے بعض دوست کسی گاؤں میں گئے۔ تو گاؤں والوں نے انہیں مارا۔ اور بعض اشیاء چھین لیں۔ کسی کی پگڑی کسی کا کلاہ اور کسی کی کوئی اور چیز چھینی گئی۔ مگر وہ جب واپس آ رہے تھے۔ تو ایک شخص قریباً ایک میل سے بھاگتا ہوا آ کر ان سے ملا۔ اس نے کوئی چیز پکڑی ہوئی تھی۔ اور روتا ہوا یہ کہہ رہا تھا۔ یہ لے لو۔ اور ہمارے گاؤں والوں کے لئے بد دعا نہ کرنا۔ انہوں نے بہت ظلم کیا ہے۔ یہ

قلب کی فتح

تھی۔ جس وقت ہمارے دوست ماریں کھا رہے تھے۔ فرشتے ان کی فتح کے سامان کر رہے تھے۔ یہی چیز ہے جس سے تم جیت سکتے ہو۔ ہیڈ ماسٹروں کا فرض ہے۔ کہ اپنے طالب علموں کے قلوب میں یہ بات پیدا کریں۔ پریذیڈنٹ اپنی اپنی جماعت میں اور ناظر تمام جماعت میں یہ جذبہ پیدا کریں

اللہ تعالےٰ کی دی ہوئی تلوار

سے ہی ہمیشہ کامیابی ہو سکتی ہے۔ پس اسی تلوار کو چلاؤ۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے۔ کہ فرشتوں کی کھینچی ہوئی تلوار تیرے آگے ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اللہ تعالےٰ نے فرمایا تھا۔ کہ ہم نے تیرے لئے لوہا اتارا ہے۔ مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لئے فرشتوں کی تلوار فرمایا۔ اس لئے وہاں لوہے کی تلوار سے کام لیا گیا۔ اور یہاں

فرشتوں کی تلوار

سے کامیابی ہوگی۔ پس فرشتوں کو کام کرنے دو۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا ہے۔ کہ جب انسان خود ہاتھ اٹھائے۔ تو فرشتے ہٹ جاتے ہیں۔ ایک دفعہ ایک شخص دوسرے کو برا بھلا کہہ رہا تھا۔ جب دوسرا بھی جواب دینے لگا۔ تو آپ نے فرمایا۔ کہ اب تک اس کی طرف سے فرشتہ جواب دے رہا تھا۔ جو اب ہٹ گیا ہے۔ ہاں جب

خدا کا حکم

ہو۔ تو تلوار بھی ضروری ہوتی ہے۔ جیسے محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے وقت میں ہوا۔ اور اس وقت فرشتے بھی ویسی ہی تلوار چلاتے ہیں۔ اور جب فرشتے ساتھ ہوں۔ تو کسی کا کیا ڈر ہو سکتا ہے۔ خواہ کوئی کتنا

جابر بادشاہ

اور زبردست حکومت ہی کیوں نہ ہو۔ جابر سے جابر بادشاہ کی بھی کیا ہستی ہے۔ رات کو

قولنج کا درد

ہو۔ تو صبح جنازہ نکلا ہوگا۔ جو انسان اپنے کو خدا کے ہاتھ میں سونپ دے اسے کسی کا کیا ڈر ہو سکتا ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ پولیس کا افسر خلاف ہے۔ حالانکہ کوئی افسر ہے۔ جو ایک گھنٹہ تک زندہ رہنے کی بھی گارنٹی کر سکے۔ اگر

تم خدا کے ہاتھ میں

چلے جاؤ۔ تو جو تم پر ظلم کرے گا۔ اللہ تعالےٰ اس کے افسروں کو اس سے ناراض کر دے گا۔ یا اسے مار دیگا۔ یا پھر اس کی اصلاح کر دے گا۔ اگر ہم اپنے اندر نیکی اور تقوےٰ پیدا کریں۔ عادل بنیں۔

ظالم بننے کی بجائے مظلوم بنیں۔

تو خدا تعالےٰ کی نصرت ہمارے لئے ہوگی۔ جب ہم سو رہے ہوں گے۔ فرشتے ہمارے لئے لڑیں گے۔ ہم اگر لڑیں بھی تو بھی ۱۲ گھنٹے لڑ سکتے ہیں۔ مگر جب خدا کے ہاتھ میں اپنے کو سونپ دیں۔ تو فرشتے ہماری طرف سے ہماری غفلت کے وقت بھی لڑیں گے۔ اور اگر خدا کا یہی منشاء ہوا۔ کہ ہم مارے جائیں تو مارے جاؤ۔

خصوصاً قادیان کے لوگوں کو

اس طرف دھیان دینا چاہیئے۔ اور یہاں کے درس دینے والوں۔ اماموں پریذیڈنٹ اور دوسرے لوکل عہدیداروں تعلیمی محکموں کے افسروں اور ناظروں کا فرض ہے۔ کہ جب بھی موقعہ ملے۔ دوستوں کو یہ سمجھاتے رہیں کہ تمہارا فرض یہی ہے۔ کہ روحانی طور پر

قلوب کو فتح کرو

پھر قادیان کیا ساری دنیا میں بھی تمہیں کوئی غیر احمدی نظر نہیں آئیگا اللہ تعالےٰ ہمیں توفیق دے۔ کہ اس پر عمل کر سکیں۔ اور اپنے جوش میں غلطی کر کے

سلسلہ کی بدنامی

اور اس کی ترقیات میں روک کا موجب نہ ہوں ؛

اگریکلچرل کالج لائل پور اور مسلمان

مسلمانان ہند پر ہندو اور سکھ برادران وطن کی طرف سے بالعموم یہ الزام عائد کیا جاتا ہے۔ کہ وہ انتہائی درجہ کے فرقہ پرست ہیں۔ مگر جب الزام لگانے والوں کے طرز عمل پر غور کیا جاتا ہے۔ تو ان کی انتہا درجہ کی فرقہ پرستی کا نہایت ہی کریہہ منظر سامنے آ کر اس بات کی شہادت دیتا ہے۔ کہ فرقہ پرستی درحقیقت ہندوؤں اور سکھوں پر ختم ہو چکی ہے ؛

حال ہی میں اگریکلچرل کالج لائل پور کے جو ایک سکھ وزیر کے ماتحت ہے۔ نہایت ہی افسوسناک حالات کی طرف میں متوجہ کیا گیا ہوں یہ ہندوستان کے اس صوبہ کا ایک سرکاری ادارہ ہے۔ جس میں مسلمانوں کی آبادی ۶۰ فی صدی ہے۔ پنجاب میں مسلم اکثریت کو یوں تو ہر طرف سے کچل دینے کی ہر ممکن کوشش کی گئی ہے۔ اور کی جاتی ہے۔ مگر قومیت متحدہ ہند کے یہ غلط بیان مدعی مسلمانوں کے ان پہلوؤں کو بھی زخمی کرتے رہتے ہیں۔ جن کے لئے کسی قدر آئینی حفاظت مہیا کی جاتی ہے۔ چنانچہ پنجاب اگریکلچرل کالج لائل پور میں مسلمانوں کے حقوق کسی حد تک محفوظ رکھنے کے لئے یہ پابندی عائد کر دی گئی تھی۔ کہ طلباء کی مجموعی تعداد میں سے پچاس فیصدی مسلمان ہونے چاہئیں۔ اسی طرح کالج کے مستقل اور عارضی عملوں کے لئے ایک نسبت مقرر کر دی گئی تھی۔ مگر ان آئینی تحفظات کے باوجود چونکہ نگرانی ایک سکھ وزیر کے ذمہ ہے۔ اس لئے مسلمانوں کی علی الاعلان حق تلفی ہی نہیں کی جاتی۔ بلکہ ان پر بیدردانہ ظلم بھی روا رکھا جاتا ہے ؛

مسلمان طلباء کے ذاتی استحقاق کے باوجود جو انہیں اپنی قابلیت کی وجہ سے حاصل ہوتا ہے۔ سکھ طلباء کو جو شخصی اہلیت کے لحاظ سے کسی امتیاز کے مستحق نہیں ہوتے۔ فائق قرار دینے کی غرض سے ہر قسم کی خلاف قانونی اور ناجائز کارروائیاں کی جاتی ہیں۔ امتحانات کے مواقع پر جو کچھ ہوتا ہے۔ وہ بھی نہایت افسوسناک ہے۔ اس قسم کی نہایت ہی دردناک مثالیں میرے پیش نظر ہیں۔ اسی طرح اعیان ادارہ کے انتخاب کے سلسلہ میں جو طریق عمل اختیار کیا جاتا ہے۔ اس سے بھی میں باخبر ہوں ؛

کیا وزیر زراعت اور ڈائرکٹر اس احتجاج کو کافی سمجھ کر اپنے طرز عمل کی اصلاح اور مسلمان طلباء و اعیان ادارہ کی شکایت رفع کریں گے۔ یا ان معروضات کو نظر انداز کر کے مثلپور کالج کی یاد تازہ اور مسلمانوں کے لئے بلاواسطہ اقدام کی ضرورت پیدا کریں گے ؛

میں آخر میں مسلمانان پنجاب کو بھی اس ضرورت کیطرف متوجہ کرتا ہوں۔ جو ممکن ہے پیدا کر دی جائے۔ اور مسلم پریس سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ وہ مسلمانوں کو بیدار رکھیں۔ مجھے اس بات کا احساس ہے۔ کہ جن امور کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔ وہ محتاج وضاحت ہیں۔ اور میں عنقریب پنجاب کے کسی مرکزی مقام میں بیٹھ کر مسلمانوں کے سامنے ان امور کی مکمل فہرست پیش کروں گا۔

گوشوارہ کارگزاری جماعت ہائے انصاراللہ بابت ماہ نومبر ۱۹۳۶ء

بہت سی جماعتیں کام کر رہی ہیں۔ مگر ان کی رپورٹ نہیں آتی جس سے مرکز کو ان کے کام کی اطلاع نہیں ملتی۔ اس لئے تمام جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ مطبوعہ فارم پر رپورٹ ماہواری ضرور ارسال کیا کریں۔ اور رپورٹ میں اشتہاروں ٹریکٹوں کی تعداد اشاعت ضرور درج کی جایا کرے۔ کہ کتنی تعداد میں شائع کئے گئے ہیں (ناظر دعوۃ و تبلیغ)

نمبر شمار	نام جماعت	تعداد انصاراللہ	تعداد تعلیمی اجتماع	تعداد افراد زیر تبلیغ	پمفلٹ و اشتہارات	پبلک جلسے یا مناظرے	تعداد وفود	تعداد دیہات زیر تبلیغ	تعداد نومبایعین
۱	موتلا	۸	۶	۵	۰	۳	۰	۳	۰
۲	مونگ	۸	۸	۲۰	اخبار	۰	۸	۲	۰
۳	پٹیالہ	۷	۶	۱۱	بذریعہ کتب	۱	۷	۵	۰
۴	فیروز والا	۵	۷	۱۵	۰	۱	۴	۰	۰
۵	پسرور کوٹ	۴	۴	۹	ٹریکٹ	۰	۴	۳	۰
۶	بھاکا بھٹیاں	۱۰	۸	۴۶	۱۸	۱	۸	۵	۱
۷	حافظ آباد	۸	۸	۱۲	مختلف ٹریکٹ	۰	۴	۵	۰
۸	پریم کوٹ	۱۰	۴	۱۰۴	اشتہارات	گفتگو	۴	۸	۱۰
۹	سنور	۱۲	۷	۴۲۰	۲۰۰	۰	۰	۳	۰
۱۰	ادرحمہ	۹	۷	۱۱	۲۶	۰	۱	۴	۰
۱۱	سنگرور	۱۰	۸	متعدد	اشتہارات	۰	۰	۱	۰
۱۲	کریام	۱۶	۱۶	۵۶	ندائے ایمان	۰	۱۰	۷	۰
۱۳	سرائے نورنگ	۸	۵	۶۲	۷۳	۰	۴	۱۶	۰
۱۴	سامانہ	۱۹	۱۲	۲۹۲	۱۰۰	۴	۱۲	۶	۱
۱۵	شاہجہان پور	۷	۱۱	متعدد	۳۰۰	۰	۰	۱	۳
۱۶	صریح	۶	۴	۸	۱۵۰	۰	۴	۳	۰
۱۷	بھیرہ	۱۶	۱۳	۱۷	۱۰۰	۰	۴	۷	۰
۱۸	نابھہ	۱۰	۱۰	۹	۰	۰	۱	۳	۰
۱۹	صالح نگر	۱۰	۶	۱۶۵	بذریعہ پمفلٹ	۰	۵	۶	۰
۲۰	احمدی پور	۹	۷	۱۰۰	۱۳۰	۲	۸	۷	۰
۲۱	بھوماں وڈالہ	۴	۴	۳۸	۲۰	۰	تمام	۱	۹
۲۲	سٹروعہ	۲۰	۱۸	۴۰	بذریعہ الفضل	۰	تمام	۷	۰
۲۳	گلانوالی	۱۱	۶	۴۰	۰	تبادلہ خیالات	۶	۲	۰
۲۴	باڈرہ	۱۷	۱۲	۲۱۵	۰	۲	۹	۱۴	۰
۲۵	لائل پور	۱۹	۱۲	۱۰۴	۱۰۰	۱	۱۲	۴	۰
۲۶	چک نمبر ۹ شمالی	۷	۷	۲۸	۶۰	۱	۷	۷	۰
۲۷	مالنہ	۹	۶	۴۵	۰	۰	۶	۴	۰
۲۸	بڑوبہ	۱۱	۸	۱۴۰	۵۰	۰	۸	۶	۰
۲۹	صدر بازار چھاؤنی لاہور	۱۶	۹	۶۰	۲۵۰	۰	۹	۱	۰
۳۰	ننکانہ صاحب	۳	۰	۶۵	۴۱۳۰	۰	۰	۱۲	۱
۳۱	ڈسکہ	۱۶	۲	۲۵	۰	۰	۰	۰	۰
۳۲	اجمیر	۳	۰	۱۵	چند	۰	۰	۲	۰
۳۳	سیالکوٹ میانی	۱	۰	۰	۰	۰	۰	۰	۰
۳۴	سیالکوٹ شہر	۴۷	۲	۱۹	۲۳۰۰	۱	۰	۱۲	۲
۳۵	میزان کل	۳۷۲	۲۴۱	۲۱۹۶	۸۰۰۷	۱۷	۱۴۵	۱۶۷	۲۷

لجنہ اماء اللہ فیروزپور کا جلسہ سیرۃ النبی صلعم

الحمدللہ کہ سالہائے سابق کی طرح اس سال بھی لجنہ اماءاللہ فیروزپور شہر کا سیرت النبی صلعم کا جلسہ بخیر وخوبی انجام پذیر ہوا۔ پچھلے سال احراریوں نے چند عورتوں کے ذریعہ جلسہ روک دیا تھا۔ اور ان میں سے ایک شخص نے بزور کہا تھا۔ کہ آئندہ سال میں اس جلسہ کو شہر کے کسی حصہ میں بھی نہ ہونے دوں گا۔ مگر اللہ تعالیٰ کی غیرت نے نہ چاہا۔ کہ ایسا شخص ایک سال کی مہلت بھی حاصل کرے۔ جو اس کے حبیب پاک حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کے ذکرِ خیر کو روکنے کا اس قدر بے باکی کے ساتھ ارادہ رکھتا ہو۔ چنانچہ وہ شخص جو نوجوان اور تعلیم یافتہ تھا۔ اور مسلمانوں میں بارسوخ شمار کیا جاتا تھا۔ اس جلسہ کے چند یوم بعد ہی بیمار ہو کر فوت ہو گیا۔ اور اس کی ہمشیرہ جس نے اس جلسہ کے سٹیج پر قبضہ کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی شان میں رنج دہ الفاظ استعمال کرنے شروع کر دیئے تھے۔ وہ بھی تھوڑا عرصہ ہوا۔ فوت ہو گئی ہے۔ کاش وہ لوگ جو ایسے جلسوں کو دھینگا مشتی سے روکنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ اس واقعہ سے عبرت حاصل کریں۔

اس دفعہ خواتین کا جلسہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جناب مرزا ناصر علی صاحب وکیل کی کوٹھی پر نہایت تزک و احتشام کے ساتھ منایا گیا۔ جس کی صدارت بنت خواجہ گل محمد صاحب بی۔ اے ایل۔ ایل بی نے کی۔ جلسہ میں بیگم صاحبہ پیر اکبر علی صاحب بی۔ اے۔ ایل۔ ایل۔ بی ڈاکٹر غلام فاطمہ صاحبہ۔ استانی عائشہ بی بی صاحبہ بنت بابو محمد حسین صاحب کلرک آرسنل فیروزپور۔ اور سعیدہ بیگم صاحبہ نے نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے سوانح پاک پر تقریریں کیں۔ پریزیڈنٹ لجنہ اماءاللہ نے بہنوں کا شکریہ ادا کیا۔

(نامہ نگار)

احباب سے درخواست

یہ عاجز بوجہ ملازمت جب دارالامان سے باہر ہوتا۔ تو عموماً پارچات وغیرہ اور دیگر اشیاء قادیان سے خریدا کرتا۔ اس کا محرک اصل یہ جذبہ تھا جو میں یقین کرتا ہوں۔ ہر ایک احمدی کے دل میں موجزن ہے۔ کہ دارالامان کے تاجروں کو جو ہجرت کر کے یہاں آگئے ہیں۔ فائدہ ہو۔ دوسرے یہ کہ اس متبرک مقام سے منگوائی ہوئی اشیاء ہمارے لئے خیر و برکت کا موجب ہوں۔ اور دارالامان کی یاد کو دل میں تازہ رکھیں۔

ملازمت سے ریٹائر ہونے پر اس عاجز نے کپڑے کی ایک دوکان دارالامان میں جاری کی ہے۔ تاکہ معاش کی تلاش میں اب اس ارض حرم سے باہر نہ جانا پڑے۔ چونکہ ہر ایک دوست کچھ نہ کچھ کپڑا ضرور خرید کرتا ہے۔ اس لئے سب احمدی بھائیوں کی خدمت میں گزارش ہے۔ کہ حتی الامکان اس دوکان سے کپڑا خریدیں۔

مسائل عید الفطر

ہر ایک قوم میں کوئی نہ کوئی تہوار منایا جاتا ہے لیکن وہ محض خوشی اور عیش و عشرت کے لئے ہوتا ہے۔ عیسائی کرسمس ڈے پر ہزاروں روپے خرچ کرتے ہیں۔ ہندو دیوالی کے دن سال کی خوشیاں مناتے ہیں۔ غرض ہر قوم میں عیدیں منائی جاتی ہیں۔ مگر جو عید مسلمان مناتے ہیں۔ وہ اپنے اندر بہت سی حکمتیں رکھتی ہے۔ مومن روزے رکھ کر اس بات سے آگاہی حاصل کرتا ہے۔ کہ اس کے وہ ہم جنس جنہیں کھانا میسر نہیں آتا۔ ان پر کیا گذرتی ہوگی۔ لہذا وہ ان کی امداد پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ رحم اور اخوت کی کڑیاں مضبوط ہوتی ہیں۔ اور بندہ اپنے مولیٰ کی رضا حاصل کر سکتا ہے۔

فطرانہ

چنانچہ عید کے متعلق غرباء کی مدد کیلئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک خاص صدقہ کا حکم فرمایا۔ اور وہ فطرانہ کہلاتا ہے۔ تاکہ مسکین اور نادار لوگ بھی عید منا سکیں۔ اسلام چونکہ فطری مذہب ہے - اور فطرت کا تقاضا یہی ہے کہ ایک بھائی دوسرے بھائی کی مدد کرے۔ لہذا اسلام نے سال بھر میں کئی ایسے موقع مقرر فرمائے۔ کہ امراء غرباء کی مدد کر کے آپس میں حقیقی اخوت قائم کریں۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صدقۃ الفطر ہر مسلمان چھوٹے بڑے عورت مرد۔ آزاد اور غلام پر مقرر فرمایا ہے۔ جو کہ غلہ کا ایک صاع ہے۔ اور عیدگاہ جانے سے پہلے پہلے ادا کرنے کا حکم دیا ہے۔ (بخاری) ابن عباس رضؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۃ الفطر اس لئے مقرر فرمایا کہ روزوں میں اگر کوئی لغویات سرزد ہو گئی ہو۔ تو اس سے انسان پاک ہو جائے اور غرباء کے لئے کھانا میسر آ جائے۔ (مشکوٰۃ) عمرو رضؓ بن شعیب سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مکے کی گلیوں میں منادی کرائی۔ کہ صدقۃ الفطر واجب ہے۔ ہر ایک مسلمان پر چاہے وہ بچہ ہو یا جوان مرد ہو یا عورت۔ غلام ہو یا آزاد۔ اور وہ صاع ایک پیمانہ ہے۔ جس سے عرب لوگ غلہ وغیرہ ماپا کرتے تھے۔ جیسا کہ پنجاب کے بعض علاقوں میں ٹوپا ہوتا ہے۔ ایک صاع میں قریباً پونے تین سیر غلہ آتا ہے۔ جس کی قیمت آج کل کے نرخ کے لحاظ سے اڑھائی آنے قرار دی جاتی ہے۔

نماز عید

عید الفطر کی نماز عام طور پر کھلے میدان میں پڑھی جائے۔ چنانچہ حدیث میں کثرت سے ذکر آتا ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز عید باہر جا کر پڑھا کرتے تھے۔ اگر کوئی مجبوری پیش آ جائے۔ تو مسجد میں بھی جائز ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے کہ ایک دن عید کے موقعہ پر بارش آ رہی تھی۔ لہذا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مسجد میں عید کی نماز پڑھا دی (ابن ماجہ بحوالہ مشکوٰۃ)

عید الفطر کی نماز سے پہلے کچھ نہ کچھ کھانا سنت ہے۔ حضرت انس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عید الفطر کے لئے عید گاہ کو جانے سے پہلے کچھ نہ کچھ تناول فرمایا کرتے تھے۔ حضرت علی رضؓ کرم اللہ وجہہ سے مروی ہے کہ عید الفطر پر کچھ نہ کچھ کھا کر اور ہر عید پر پیدل جانا سنت ہے۔ اگر عید کی نماز باجماعت ادا نہ ہو سکے۔ تو دو رکعت نفل پڑھ لینے چاہئیں (بخاری) جابر بن سمرہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے آنحضرت صلعم کے ساتھ کئی دفعہ نماز عید ادا کی۔ اذان اور اقامت نہیں ہوا کرتی تھی (مسلم)

خطبہ

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابو بکر رضؓ و عمر رضؓ اور حضرت عثمان رضؓ کے پیچھے کئی مرتبہ عید کی نماز پڑھی ہر دفعہ پہلے نماز اور بعد میں خطبہ ہوا کرتا تھا۔ (بخاری) ابن عمر رضؓ سے بیان ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و ابو بکر صدیق رضؓ حضرت عمر اور حضرت عثمان رضؓ نماز پڑھ کر بعد میں خطبہ بیان کرتے تھے۔ (ترمذی)

تکبیریں

کثیر ابن عبد اللہ رضؓ اپنے دادا سے بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہر دو عیدین میں قرات شروع کرنے سے پہلے رکعت اول میں سات اور رکعت ثانی میں پانچ تکبیریں کہیں (ترمذی)

مستورات کی شمولیت

جابر رضؓ ابن عبد اللہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عید کی نماز پڑھ کر خطبہ بیان فرمایا۔ جب آپ خطبے سے فارغ ہو گئے۔ تو پھر مستورات میں تشریف لے گئے۔ اور ان میں وعظ فرمایا۔ اور چندے کی تحریک کی۔ راوی کا بیان ہے کہ اس وقت حضرت بلال رضؓ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ تھے۔ انہوں نے اپنا کپڑا بچھا دیا اور مستورات نے اپنے ہار اور بالیاں اتار اتار کر پھینکیں۔ (بخاری)

آنے جانے کا راستہ

حضرت جابر فرماتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عید کی نماز کے لئے جس راستے جاتے آتے وقت اس راستے نہیں آتے تھے۔ بلکہ بدل کر آتے تھے۔ (بخاری) حضرت ابو ہریرہ رضؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عیدگاہ کو جاتے ہوئے اور راستے تشریف لے جاتے اور آتے وقت اور راستے سے آتے (ترمذی)

عید کے دن تفریح

حضرت انس رضؓ سے روایت ہے کہ جب حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینے میں تشریف لائے۔ تو اس وقت مدینے کے لوگ دو تہوار (نوروز اور مہرجان) منایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ آپ نے دریافت فرمایا۔ کہ یہ تہوار کیسے ہیں۔ عرض کیا گیا۔ کہ ہم (اہل مدینہ) زمانہ جاہلیت میں ان تہواروں پر خوشی منایا اور کھیلا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ان سے اچھے تہوار عطا کئے ہیں۔ اور وہ عید الضحیٰ اور عید الفطر ہیں (ابو داؤد بحوالہ مشکوٰۃ) حضرت عائشہ رضؓ سے مروی ہے کہ ایک دن میرے پاس حضرت ابو بکر رضؓ تشریف لائے۔ اس وقت میرے ہاں دو لونڈیاں دف بجا رہی تھیں۔ اور ایسے گیت گا رہی تھیں۔ جن میں انصار کی بہادری کا ذکر تھا۔ اس وقت حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک طرف چادر منہ پر اوڑھے بیٹھے تھے۔ حضرت ابو بکر رضؓ نے ان لونڈیوں کو ڈانٹا۔ اور کہا۔ أمِزمار الشیاطین فی بیت رسول اللہ۔ شیطان کی سارنگیاں اور رسول اللہ کے گھر میں۔ اس پر حضور نے اپنا منہ ننگا کیا۔ اور فرمایا ابو بکر جانے دو۔ یہ عید کے دن ہیں۔ راوی کہتا ہے۔ کہ یہ منیٰ کے دنوں کا واقعہ ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں منیٰ ہی کے دنوں کا واقعہ ہے۔ کہ آپ نے میرے آگے پردہ کیا۔ اور میں نے حبشیوں کو مسجد میں (تلواروں سے) کھیلتے دیکھا۔ حضرت عمرؓ نے کھیلنے والوں کو ڈانٹا۔ مگر آنحضرت نے عمر سے فرمایا جانے دو اور پھر کھیلنے والوں کو فرمایا۔ امن سے کھیلو۔ (بخاری)

عیدین کا وقت

ابی الحویرثؓ سے مروی ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عمرو بن الحزم جب کہ وہ مقام نجران میں تھے۔ تحریر فرمایا۔ کہ عید الضحیٰ کی نماز جلدی اور عید الفطر دیر سے پڑھا کرو۔ (مشکوٰۃ) (خاکسار۔ ذبیح سیالکوٹی)

محمود آباد فارم

جماعت احمدیہ "ہکاٹ فارم محمود آباد" کا نام تبدیل کر کے "محمود آباد فارم" تجویز ہو چکا ہے۔ آئندہ خط و کتابت کے لئے حسب ذیل پتہ استعمال کیا جائے۔ "محمود آباد فارم ڈاک خانہ مورو سندھ۔"

(خاکسار۔ صلاح الدین جنرل سکرٹری انجمن احمدیہ محمود آباد فارم)

گم شدہ کتابیں

۲۹ دسمبر کی صبح کی نماز کے وقت کچھ کتابیں نام "اظہار الحق" مصنفہ مولوی غلام احمد صاحب مجاہد مسجد محلہ دار الفضل میں شمالی دروازہ کی جانب دروازہ میں رہ گئی تھیں۔ جس صاحب کو ملی ہوں۔ وہ محلہ دار الشیوخ میں بشیر احمد باجوہ متعلم مدرسہ احمدیہ کو بھیج دیں۔ ؛

(خاکسار محمد فضل الٰہی ازڈسکہ)

محافظ اٹھرا گولیاں

بے اولادوں کیلئے ایک نعمت غیر مترقبہ

جن کے بچے چھوٹی ہی عمر میں فوت ہوجاتے ہوں۔ یا قبل از وقت حمل گرجاتا ہو۔ یا بچے مردہ پیدا ہوتے ہوں۔ عوام اسے اٹھرا اور اطباء ڈاکٹر اسقاط حمل یا مس کیرج کہتے ہیں۔ یہ سخت موذی اور تباہ کن مرض ہے۔ جس سے بے شمار گھرانے بے چراغ اور بے اولاد رہتے ہیں۔ ہم دعویٰ اور یقین کی بنا پر بباتگ دہل کہہ سکتے ہیں کہ اس مرض کا اکسیر اور مجرب ترین علاج مالک دواخانہ رحمانی نے حضرت قبلہ جناب ارسطوئے زمان مولانا حکیم نور الدین شاہی طبیب سے سیکھ کر اور بحکم حضور محافظ اٹھرا گولیاں ایجاد کیں۔ اور گورنمنٹ آف انڈیا سے بطور احتیاط رجسٹرڈ کرالیں تاکہ دیگر دوا فروشوں کی دست برد سے محفوظ رہ سکیں۔ اور تاکہ پبلک کسی دھوکہ باز کے دھوکہ میں نہ پھنس جائے۔ ہزاروں لوگوں کی یہ مجرب و آزمودہ گولیاں ہمارے دواخانہ سے قریباً گذشتہ پچیس برس سے زیر استعمال ہیں۔ جو سوائے ہمارے دواخانہ کے کسی دوسری جگہ سے اصل اور صحیح دستیاب ہونی ناممکن ہیں۔ ہمارے علاج سے ہزاروں مریضوں کو خدا کے فضل سے کامل شفا ہوئی ہے۔ جسے ہم تحدیث نعمت کے طور پر اپنے دواخانہ کے لئے موجب فخر گردانتے ہیں۔ ہر شخص جس کے گھر میں یہ موذی مرض لاحق ہو۔ وہ فوراً ہماری نایاب "محافظ اٹھرا گولیاں" طلب کرکے استعمال کرے۔ اور قدرت خدا کا زندہ کرشمہ دیکھے۔ مشک آنست کہ خود ببوید۔

اصلی قیمت فی تولہ۔ سوا روپیہ۔ علاوہ محصول ڈاک۔ گیارہ تولے یکمشت منگوانے والے سے صرف گیارہ روپے۔

نوٹ:۔ ہمارے دواخانہ سے تمام مجرب ادویہ برائے امراض زنان و مردان بچوں اور طاقت اور امراض چشم برعایت مل سکتی ہیں۔ آرڈر دیتے وقت بیماری کا مفصل حال تحریر کریں۔ اس دواخانہ کے سرپرست اور نگران حضرت مولوی سید محمد سرور شاہ صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں۔ لہٰذا تمام ادویہ صحیح اور کامل اور پوری احتیاط سے اور خالص اور طبی طریق پر تیار کی جاتی ہیں۔

عبدالرحمٰن کاغانی اینڈ سنز دواخانہ رحمانی
قادیان۔ پنجاب

فن خیاطی پر بہترین تصنیف

جس کو ایک احمدی نے احمدیوں کیلئے تیار کیا ہے۔ فن خیاطی پر ایک کتاب لکھی گئی ہے جس کا نام مجموعہ حیات خیاطاں ہے۔ جس کو پڑھ کر ہر ایک شخص فن خیاطی کی حقیقت کو پا سکتا ہے۔ اور اس کتاب کا ہر ایک گھر میں ہونا بہت ہی مفید ہوگا۔ اس کتاب سے نہ صرف درزی ہی فائدہ اٹھا سکتے ہیں بلکہ ہر عام و خاص کیلئے بھی مفید ہے۔ قیمت دو روپیہ ۸ر۔ اس کتاب کا مرتب انگلستان میں ماسٹر کٹر ہو کر کئی سال کامیابی سے کام کر چکا ہے۔

ملنے کا پتہ:۔ **کے۔ ڈین ۱۲ مال روڈ۔ لاہور**

عید کی ضرورت کا بہترین کٹ پیس

اس فرم کے کارکن احمدی ہیں
احمدیوں سے خاص رعایت

قلیل سرمایہ سے تجارت کرنے والے بیوپاریوں اور اہل وعیال کے پارچہ جات کم خرچ و بالانشین لاگت سے بنوانے والے اصحاب کے لئے نئے۔ خوشنما و دلکش ڈیزائن کے سوتی۔ سلکی۔ ریشمی کٹ پیس پارچہ اور امریکن سیکنڈ ہینڈ کوٹ جو عید کے موقع پر ہاتھوں ہاتھ فروخت ہونے والے ہیں۔ خاص انتظام کیا ہے۔ جس میں زیادہ سرمایہ کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ نرخ ارزاں اور مال تازہ ہے۔ مفصل پتہ ذیل سے معلوم کیجئے۔

ایس رفیق بھائی تھوک فروشان امریکن سیکنڈ ہینڈ کوٹ و کٹ پیس جیکب سرکل بمبئی

مشینری اور آلات زراعت

نئے اور ترقی یافتہ نمونوں کے مطابق ساختہ آہنی رہٹ۔ ہل۔ بیل چکی یعنی خراس چارہ کترنے کی مشینیں۔ بیلو ملز۔ چھڑائی کی مشینیں۔ قیمہ۔ بادام روغن اور سیویاں بنانے کی بے نظیر مشین وغیرہ ارزاں ترین قیمتوں پر خریدنے کے لئے ہماری باتصویر فہرست مفت طلب فرمائیے۔

ایم اے رشید اینڈ سنز انجینئرز بٹالہ پنجاب

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

پائیوریا

دانتوں کے خون اور پیپ کا سب سے بہترین علاج۔ دانت ہلتے ہوں۔ درد کرتے ہوں۔ داڑھیں دکھ دیتی ہوں۔ گوشت خورہ۔ ٹھنڈے پانی کا دانتوں اور ڈاڑھوں کو لگنا۔ دانتوں کے درمیان سے بدبودار رطوبت نکلتی ہو۔ کیڑا لگ رہا یا لگ چکا ہو۔ تو ان ادویات کو استعمال کرکے اپنے دانتوں کی حفاظت کریں۔ ورنہ ان موذی امراض کے بڑھ جانے سے بدہضمی۔ کھانسی۔ نزلہ۔ زکام۔ تپ دق تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ یہ بے نظیر ادویات ان جراثیم کو ہلاک کر ڈالتی ہیں۔ جو دانتوں اور مسوڑھوں میں رہ کر اپنا کام کرتے ہیں۔ فقط۔ والسلام۔ ترکیب استعمال ہمراہ ہوگا ڈنٹل لوشن۔ ڈنٹل کریم۔ ڈنٹل پوڈر۔ خاکسار۔ فقیر احمد خاں احمدی حکیم حاذق ماہر امراض دندان۔ جالندھر چھاؤنی۔ (پنجاب)

الفضل میں اشتہار دے کر فائدہ اٹھائیے

سامان چرم خریدو

ہماری دکان میں ہر قسم کا کروم چمڑہ۔ اور ہر قسم کے بوٹ کا سامان ہوتا ہے۔ معمولی نفع پر مال روانہ کیا جاتا ہے۔ چمڑے کے خریدار مال منگوا کر فائدہ اٹھائیں۔ دیگر ہر قسم کے زنانہ و مردانہ بوٹ۔ گرگابی تیار کروائے جاتے ہیں۔ آرڈر کے ہمراہ کچھ پیشگی آنا ضروری ہے۔ احمدی دوست ضرور فائدہ اٹھائیں۔

شیخ محمد یوسف احمدی متصل مسجد احمدیہ لائل پور

ہندوستان اور ممالک غیر کی خبریں

ہوشیار پور کی سناتن دھرم سبھا اور مندر کمیٹیوں کی طرف سے وائسرائے ہند کو پانچ تار ارسال کئے گئے ہیں۔ جن میں درخواست کی گئی ہے۔ کہ مندر پرویش۔ چھوت چھات اور طلاق بل کو اسمبلی میں پیش ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔

کلکتہ پولیس کو حکام بالا کی طرف سے ہدایت کی گئی ہے کہ جہاں کہیں وہ دیواروں درختوں یا تار اور ٹیلیفون کے کھمبوں پر پوسٹر اور اشتہارات چسپاں دیکھے۔ انہیں نوچ ڈالے۔ اور اگر کسی شخص کو لگاتے دیکھے۔ تو اسے گرفتار کر کے اس پر مقدمہ چلائے۔ کیونکہ یہ انقلاب پسندوں کا طریق ہے۔ جس کے ذریعہ وہ شورش پھیلاتے رہتے ہیں۔

پنجاب یونیورسٹی کی طرف سے امتحانات ۱۹۳۴ء کی تاریخیں ۵ جنوری کو شائع ہو گئی ہیں۔ جن میں سے بعض یہ ہیں۔ (۱) میٹریکولیشن اور سکول لیونگ سارٹیفکیٹ کے امتحانات۔ ۱۰ر مارچ (۲) ایف اے ۹ اپریل (۳) بی اے اور بی ایس سی ۱۲ر اپریل (۴) ایم اے اور ایم۔ ایس سی ۱۸ر اپریل (۵) بی ٹی ۱۶ر اپریل (۶) ایل ایل۔ بی ۹ر مئی (۷) مولوی۔ مولوی عالم اور مولوی فاضل ۱۲ر مئی (۸) منشی۔ منشی عالم اور منشی فاضل ۲۱ر مئی۔

نئی دہلی کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ ملک معظم نے صاحبزادہ ناصر الملک آف چترال۔ ہز ہائی نس مہاراجہ صاحب جے پور۔ اور نواب صاحب رام پور کو فوج کے اعزازی کپتان کا درجہ عطا فرمایا ہے۔

واشنگٹن سے ۴ر جنوری کی اطلاع ہے کہ پریذیڈنٹ روزویلٹ نے بجٹ پیش کرتے ہوئے کہا۔ کہ حکومت آئندہ چھ ماہ میں دس ملین ڈالر قرض لینے کا ارادہ رکھتی ہے۔ آپ نے یہ بھی کہا۔ کہ موجودہ سال کے مصارف ۹۴۰۳ ملین ڈالر ہیں۔ مگر آمدنی ۳۲۶۰ ملین ڈالر ہے۔

جاپان اور ہندوستان کے درمیان جو تجارتی معاہدہ ہوا ہے اس کے متعلق جاپانی وفد کے لیڈر مسٹر کیبراٹا نے ایسوسی ایٹڈ پریس کو ایک بیان دیتے ہوئے کہا ہے۔ کہ میں ہندوستانی وفد کے اس طرز عمل کی داد دئے بغیر نہیں رہ سکتا جس کے ذریعہ اس نے ہندوستانی مفاد کی حفاظت کی ہے۔ ہم نے ہندوستانی نقطہ نظر کے ساتھ موافقت پیدا کرنے کے لئے ہر ممکن ایثار سے کام لیا ہے۔ اور میں امید کرتا ہوں۔ کہ یہ معاہدہ فریقین کے لئے مفید ثابت ہوگا۔ ہم معاہدہ کی تکمیل کے عزم سے ہی یہاں آئے تھے۔ اور اگرچہ بسا اوقات مشکلات بھی پیدا ہوتی رہیں۔ لیکن دوستانہ گفت وشنید سے معاملات روبہ اصلاح ہوتے رہے۔ میں ہندوستانی پبلک کو یقین دلانا چاہتا ہوں۔ کہ یہ زیادہ تر جاپانی بزم پارچہ بافی کے خلوص کا نتیجہ ہے۔ کہ معاہدہ پایہ تکمیل کو پہنچ گیا۔

مہاراجہ صاحب جام نگر نے ریاست کے میزانیہ کی مخدوش حالت کے پیش نظر احمد آباد کی ایک اطلاع کے مطابق اپنے ذاتی اخراجات میں چالیس فی صدی کمی کر دی ہے۔

ہندوستانی روئی کا جاپانی تاجروں کی انجمن نے جو بائیکاٹ کر رکھا تھا۔ وہ اوساکا کی اطلاع کے مطابق جاپانیوں نے منسوخ کر دیا ہے۔ کیونکہ گورنمنٹ آف انڈیا نے بھی جاپانی مال پر محصول کم کر دیا ہے۔

ہندو یونیورسٹی بنارس کو مہاراجہ گائیکواڑ آف بڑودہ نے دو لاکھ روپیہ دیا ہے۔ جس سے یونیورسٹی میں ایک خوبصورت اور اعلیٰ پایہ کی لائیبریری قائم کی جائے گی۔

مہاراجہ دیواس کے متعلق پانڈی چری سے ۷ جنوری کی اطلاع ہے۔ کہ ان کی صحت انتہائی کمزور ہو رہی اور تشویش ناک صورت اختیار کر رہی ہے۔

ترکی میں مجلس ملیہ نے ایک نیا قانون پاس کیا ہے۔ جس کے رو سے تمام شادی شدہ اشخاص کو اپنی شادیوں کی رجسٹری کرانی ہوگی۔ اور آئندہ رجسٹری کے بغیر کوئی شادی قانون کے اندر سمجھی نہیں جائے گی۔ خلاف ورزی کرنے والوں کو سزا ملیگی۔

ریاست ریواں میں شاردا ایکٹ کی طرز کا ایک قانون نافذ کیا گیا ہے۔ جس کے رو سے کم عمر لڑکیوں کی شادی قانوناً ممنوع قرار دی گئی ہے۔ جہیز کی رسم توڑنے کے لئے بھی ریاستی کونسل میں ایک بل پیش ہے جس پر غور ہو رہا ہے۔

پیپلز بنک کے متعلق لاہور سے ۷ جنوری کی اطلاع کے مطابق امانت داروں اور حصہ داروں میں فیصلہ ہوا ہے۔ کہ اسے جاری رکھا جائے۔ سود $\frac{1}{2}$ ۴ کی بجائے $\frac{1}{2}$ ۳ فیصدی سالانہ کے حساب سے دیا جائیگا۔ اور امانت داروں کو کل روپیہ ۴ر اکتوبر ۱۹۳۸ء تک ادا کر دیا جائے گا۔ لالہ ہرکشن لال کے متعلق فیصلہ ہوا ہے۔ کہ وہ بنک میں کسی ذمہ وار عہدے پر نہیں رہ سکتے۔

مشرقی ترکستان کے متعلق کاشغر کی ایک اطلاع مظہر ہے۔ کہ وہاں اسلامی جمہوریت قائم ہو گئی ہے۔ اور مسلمانوں کے جملہ اختلافات ختم ہو گئے ہیں۔ جمہوری تشکیل کے ارکان بھی منتخب ہو گئے ہیں۔

حکومت بنگال کے محکمہ تعلیمات نے مختلف مدارس کے ارباب اختیار کے نام ایک گشتی مراسلہ روانہ کیا ہے۔ جس میں ہدایت کی گئی ہے۔ کہ لڑکے اور لڑکیوں کی مشترکہ تعلیم کو صرف دس سال کی عمر تک محدود رکھا جائے۔ جو لڑکی یا لڑکا دس سال کی عمر سے بڑھ جائے۔ اسے علیحدہ کر دیا جائے۔ اور وہ کسی ایسے سکول میں داخل کیا جائے۔ جہاں صرف لڑکیوں یا لڑکوں کو تعلیم دی جاتی ہو۔

آنریبل سر محمد عثمان کے سی آئی ای کے متعلق کلکتہ سے ۸ جنوری کی اطلاع ہے کہ جب سر جارج سٹینلے گورنر مدراس گورنر جنرل کی حیثیت میں کام شروع کریں گے۔ تو انہیں مدراس کا قائم مقام گورنر مقرر کیا جائے گا۔ ملک معظم نے اس تقرر کی منظوری دیدی ہے۔

مہاراجہ الور ہندوستان سے قریباً ایک سال کی غیر حاضری کے بعد ۸ جنوری کو بذریعہ وکٹوریہ جہاز یورپ سے بمبئی پہنچے۔ ابھی یہ معلوم نہیں ہوا۔ کہ کہاں تشریف لے جائیں گے۔ اسی جہاز میں بعض اور سرکردہ اصحاب مثلاً مہاراجہ صاحب کچھ۔ شہزادی درشاہوار۔ مہارانی چند راوتی اور مہارانی اندرا بائی (اندور) وغیرہ بھی آئے۔

چٹا گانگ میں ۸ر جنوری کو ایک کرکٹ میچ ہو رہا تھا۔ کہ چار ہندو نوجوانوں نے چار یورپینوں پر جن میں سپرنٹنڈنٹ پولیس بھی شامل تھا۔ تین بم پھینکے مگر صرف ایک بم پھٹا۔ سپرنٹنڈنٹ پولیس مجروح ہو گیا۔ ایک حملہ آور تو عین موقع پر مار دیا گیا۔ دو کو شدید زخم آئے اور چوتھے کو گرفتار کر لیا گیا۔ حملہ آوروں کے پاس سے سالم بم اور ریوالور برآمد ہوئے ہیں۔

ماسکو سے ۷ جنوری کی اطلاع ہے کہ روسی گورنمنٹ نے سائیبریا میں مقیم تمام افواج کی تنخواہیں دگنی کر دی ہیں۔ اس علاقہ میں جو مزدور وغیرہ کام کرتے ہیں۔ ان کی اجرتیں بھی دگنی کر دی ہیں۔ علاوہ ازیں اس صوبہ کے تمام کسانوں کا مالیہ دس سال کے لئے معاف کر دیا ہے۔ مال پر محصول وغیرہ جو گورنمنٹ وصول کرتی ہے۔ اسے بھی نصف کر دیا گیا ہے۔ افواہ ہے کہ ان سرگرمیوں کی تہ میں جاپان سے جنگ کے ارادے مخفی ہیں۔

قونصل جنرل اٹلی مقیم کلکتہ کی قیام گاہ سے ۷ر جنوری رات کو تمام ضروری کاغذات اور سامان آرائش چوری ہو گیا۔ اس سلسلہ میں تین اشخاص کو جن میں قونصل جنرل کا نوکر بھی شامل ہے۔ گرفتار کر لیا گیا ہے۔

نیویارک کی ایک اطلاع مظہر ہے کہ کچھ عرصہ سے کالوں کو زندہ جلا دینے کے واقعات گوروں کی طرف سے ہو رہے ہیں اس لئے بطور احتجاج کے طور پر ہزاروں کالے سفید لوگوں کی آبادیوں سے ہجرت کر کے جنوبی امریکہ کی طرف چلے گئے ہیں

حکومت امریکہ نے اپنی بحری فوج میں اضافہ کیلئے $\frac{1}{2}$ ۵ کروڑ ڈالر منظور کئے ہیں۔

عبد الرحمن قادیانی پرنٹر و پبلشر نے ضیاء الاسلام پریس قادیان میں چھاپا اور قادیان سے ہی شائع کیا۔ ایڈیٹر: غلام نبی